

اَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

الحمد لله كه كتاب بذ اشعر كيفيت خرق عادات وكرامات وملفوظات جناب امام الاوليا حاجي
الحرمين الشرقيين سيدى سندى حضرت سيدوارث على شاه صاحب
ادام اللہ فیوضہم موسوم به



عین الیقین

از تالیف لطیف

مؤلف جناب سید عبدالاد شاه صاحب مختص به تحری وارثی

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

الحمد لله كه كتاب هذا مشعر كيفيت خرق عادات وكرامات وملفوظات
جناب امام الاولیا حاجی الحریمین شریفین سیدی حضرت سیدوارث علی شاه صاحب

ادام اللہ فیوضہم موسوم بہ



مولفه جناب سید عبدالادشاه صاحب مختصر به تحریر

بار دوم حسب فرمائش

الف شاه صاحب وارثی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

در راه تو فکر من بجائے نزید کا نجاز من و فکر نشان نیست پدید
من کیستم و فکر کجا راه تو کو حقا کہ خیلیست ہمہ گفت و شنید
جل جلالہ و عم نوالہ و الصلوۃ والسلام علی رسولہ و آلہ واصحابہ
و اهلبیتہ و ذریاتہ

عین اليقین اس کتاب کا نام محض اس کتاب کے خیال سے نہیں ہے بلکہ امر واقعی یہ ہے کہ
جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ درجہ عین اليقین ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلا
حصہ جناب حضرت امام الاولیاء الحرمین سید وارث علی شاہ صاحب مدظلہ کے حالات میں
ہے۔ دوسرا حصہ آپ کی خرق عادات و ذکر کرامات میں ہے۔ تیسرا حصہ آپ کے
ملفوظات ہیں۔ فند عوا من الله ان یتیم بوجه الخیر لانہ نعم المولی و نعم

النصیر

مولف ہذا۔ المقصود الى الله سید عبدالادشاہ

حصہ اول در حالات سید العارفین سلطان السالکین شیر وادی تو حید و تحرید جناب
حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

آپ کا مولد خاص قصہ دیوی ہے جو لکھنو سے پورب اور اتر کے گوشہ پر دس کوس کے فاصلہ
پر واقع ہے یہ عجیب مردم خیز قصہ ہے ابتدائے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ہمیشہ یہاں ایک نہ
ایک کوئی ولی اللہ ہوتا آیا اور اکثر آدمی یہاں کے ذی کمال ہوتے آئے اب اس قصہ کی
آبادی جیسی چاہیے ویسی نہیں ہے مگر با نہمہ ایسا ویران بھی نہیں ہے۔ ۱۲۳۸ھ میں آپ کی

ولادت ہوئی۔ آپ کے والد ماجد جناب حضرت سید قربان علی شاہ صاحب اس قصبه
ریس اعظم تھے آپ ہی کے بزرگان دین کی حکومت اس قصبه پر برابر ہی آپ اولاد علی اور
فاطمہ سے ہیں چنانچہ اس کی کیفیت نسب نامہ سے معلوم ہو گی۔

نسب نامہ جناب حضرت امام اولیاء مولفہ

بیا خامہ نطق رنگین بیان	بنام علی سر کنم داستان
شہ دین و دنیائے والا مقام	علیک الصلوٰۃ و علیک السلام
چہ رامن خن در مناقب ازو	کہ لرزد زبانم دم گفتگو
برآمد ازاں نخل لطف و کرم	سہی سرو آزاد خیر الامم
روال بخش روح روای نور عین	ڈیر تاج فخر نبوت حسین
برآمد ازاں بحر جود و سخا	کہ سر چشمہ فیض اہل ولا
شہنشاہ اورنگ خلید برین	امام جہاں سید الساجدین
ننام گھے بر زبان نام راند	کہ تا عمر در هجر بیار ماند
شده باقر از زین عابد عیاں	دلیل ہدایت امام جہاں
ازو جعفر صادق آمد پدید	گل عشرت شاہ مردان و مید
شگفتہ دگر زین گل افتخار	بھوسی کاظم شدہ نام دار
دزین گشت سروے دگر در شہود	کہ با قاسم حمزہ مشہور بود
شده زان چو سید علی بارضا	گرفتہ جہانے رہ اتنا
ازاں سید مهدی پیدا چو گشت	معطر ازو گشت صحراء و دشت
ازو سید جعفر دین پناہ	گبردید پیدا خداوند جاہ

بفرزندیش بو محمد رسید علی عکری گشت ازوی پدید
 برآمد ازیں محل شاخ دگر شده ابوالقاسم آن مشتر
 ازو گشت پیدا محمد زماں بمحروم نای شده درجهان
 برآمد ازیں گوهر شاهوار چو اشرف ابو طالب نامدار
 شده سید عز عین آشکار بگلزار حیدر رسیده بهار
 نوید مسرت صبا چوں رساند علا دین اعلی بزرگش بخواند
 برآمد ازیں شاه والازاد جلیل القدر سیدی عبدالاود
 وزال عبد واحد شده بیگان گردید زد عالم کامران
 بد زین چو سید عمر آشکار شده شاه زین عابد ذی وقار
 برآمد ازاں شاه سید عمر دگر مالک بحر علم و هنر
 برآمد ازو سید عبدالاحد کے کم ازال دم بالفت نبرد
 وزال سید احمد شده جلوه گر نمانده کے غیر حق در نظر
 شده چوں کرم از دے پدید نوید مسرت دگر در رسید
 برآمد ازاں شاه سلامت علی حق آگاه سر خفی و جلی
 وزال گشت قربا نعلی ذی چشم ربوده زقلب جهان درد و غم
 ازیں شاخ طوبی شه لافیا برآمد دگر معنی هل اتنی
 جناب شہ دین وارث مدخله علی حبیب خدا فخر ذور وی
 ازال روکه خواب است نزدش جهان چو سرو جهان آمد آزاد آن

بذرکش دلم رنگ دیگر گرفت پس عمر بارے گل تر شاگفت
 بوصش چہ رانم سخن بر زبان که زیر نگین اوست جملہ جہان
 ندايم حرف دگر جز دعا که بمن بمان سایه افگن شها
 دی پرده افگن رخ جان جان که سوزد حباب زمین آسمان
 بشرک خفی بتلائیم شاه بفریاد رس اے شہہ دین پناہ

غرض آپ کے ایام طفویلت ہی میں آپ کے ماں باپ نے انتقال فرمایا پھر آپ کی مکلفلمہ
 آپ کی جدہ مکرمہ ہوئیں نہایت محبت اور شفقت سے آپ کی خدمت فرماتیں جب آپ
 پانچ برس کے ہوئے تو آپ کا مکتب ہوا آپ نے پڑھنا شروع کیا مگر پڑھنا کا ہے کو تھا جس
 خیال میں تھے اسی خیال میں محور ہتے استادا کثر کہا کرتے کہ صاحبزادے محنت نہیں کرتے
 ہو آخر کیا نتیجہ ہو گا آپ فرماتے کہ میاں صاحب مجھے یاد ہے چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے آپ
 کے معلم نے آپ سے برجبر تو نیخ آموختہ سننا چاہا آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ جہاں
 سے حضرت معلم پوچھتے تھے آپ اس کو برابر فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ جناب معلم صاحب
 سخت گھبرائے اور فرمایا کہ اس وقت تک ایسا لڑکا میری نظروں سے نہیں گذر ایک دوسرے
 بزرگ جو وہاں موجود تھے فرمانے لگے کہ میاں صاحبزادے کو کچھ نہ کہا کیجئے غصب ہو
 جائے گا جو کہیں آپ نے بے ادبی کی لڑکپن ہی سے آثار ولایت پیدا تھے جب آپ سات
 برس کے ہوئے تو آپ کے مزاج میں اضطراب زدہ حالت پائی جانے لگی اکثر میدانوں
 میں ٹھہلا کرتے اور شب کو ستاروں کو دیکھا کرتے رات رات بھرا سی تماشے میں بسر فرماتے
 اور جب کوئی مدینہ کا نام لیتا تو آپ نعرہ مار کر بیہوش ہو جاتے، اضطرابی اس درجہ کو تھی کہ کبھی
 ایک جگہ تشریف نہیں رکھتے سو یہ حال اب بھی ہے آنکھوں کی نگاہ کی کیفیت یہ تھی کہ اگر کسی

جانب بھر نظر ملاحظہ فرماتے تو لوگ بد ہوش ہو جایا کرتے سو یہ کیفیت اب بھی ہے آپ کی
ہمیشہ صاحب نے جو حضرت سید خادم علی شاہ عارف باللہ سے منعقد تھیں جناب شاہ صاحب
سے پوچھا کہ صاحبزادے کی واقعی یہ کیا کیفیت ہے کوئی کہتا ہے کہ جنون ہے کوئی کہتا ہے کہ
جن کا بکھیرا ہے کوئی کہتا ہے کہ عاشق مزاج ہیں آخر ہے کیا۔ اس کوچ فرمائیے۔ جناب
شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ لڑکا ولی مادرزاد ہے ابتدا سن میں یہ عالم ہے آئندہ دیکھنے کیا ہوتا
ہے اندیشہ کی بات نہیں دسویں برس آپ کی یہ حالت اور بھی زیادہ ہوئی جب شب دروز بے
چین رہنے لگے تو جناب کرامت انتساب خدا آگاہ حضرت سید خادم علی شاہ نے آپ کو
لکھنؤ طلب کیا اور آپ کی بیعت لیکر ظاہر ارتبیت اور تعلیم میں جیسا چاہئے کوشش فرمانے
لگے۔ نقل ہے کہ ایک دن جناب حضرت سید خادم علی شاہ صاحب جناب اکبر شاہ صاحب کی
ملاقات کو تشریف لے گئے اس وقت جناب امام الاولیاء بھی آپ کے ساتھ تھے لوگوں کا
خیال جناب اکبر شاہ کی طرف قطب الوقت ہونے کا تھا درود روسے آدمی آپ کی ملاقات کو
آتے آپ پچھتم کے رہنے والے تھے ان دونوں شہر لکھنؤ میں قریب مسجد چوک کے مقیم تھے
جس وقت نظر شاہ صاحب کی جناب امام الاولیاء پر پڑی فوراً گلے لگالیا اور فرمایا کہ
صاحبزادے ولی مادرزاد ہیں اب کوئی ایسا ہزار برس تک اس ملک میں پیدا نہ ہوگا۔ سر اپا نور
ہی نور ہے جو اس کا لبد خاکی میں پہاں ہے۔ روئے زمین کی ولایت اس کے ہاتھ میں ہو
گی اور تمام روئے زمین اس کی اطاعت کرے گی اس دن سے اور بھی جناب حضرت سید
خادم علی شاہ صاحب توجہ دلی مرعی فرمانے لگے جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو کل
طالبوں کو طلب فرمائے تعلیم و تلقین فرمائی اور کلمہ توحید فرماتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے۔ انا
لہد وانا الیه راجعون آپ نے ۱۲۵۳ھ میں ۱۳۰۰ء میں صفر کو انتقال فرمایا آپ کا مزار لکھنؤ میں

گولہ گنج کے متصل ہے آپ کے جنازہ کے ساتھ لاکھوں آدمیوں کا ہجوم تھا علمائے فرنگی محل اور تمام ارائیں سلطنت موجود تھے بعد آپ کی تجمیز و تکفین کے سات (۷) ضرب توپ کی ہوئی بروز سیوم بنظر فاتح خوانی جب آدمی سب جمع ہوئے اس وقت داروغہ کارخانجات حضرت سلطان اودھ جناب غران آب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے معزز مریدوں میں تھا ایک دستار حسب دستور زمانہ ایک مکلف کشتی میں لا کر لوگوں کے سامنے رکھ اور حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ لوگ جس کو قابل اس کے سمجھیں اس کو قائم مقام جناب علیہ الرحمۃ کا فرمائیں جناب فضیلت مآب سید سعادت علی بن سید محمود محقق بن حضرت غوث گوالیری رضوان اللہ علیہم اٹھے اور اٹھ کر دستار زیب فرق جناب امام الاولیاء حضرت حافظ سید وارث علی شاہ صاحب کے فرمایا بحسب اتفاق جناب اکبر شاہ صاحب موصوف الصدر اور جناب امید علی شاہ صاحب اس جلسہ میں تشریف رکھتے تھے آپ بھی اس رسم دستار بندی میں شریک ہوئے اور بسم اللہ پڑھ کر دستار سر مبارک پر آپ کے باندھی اس وقت سن آپ کا چودہ (۱۲) برس کا تھا آپ نعمتوں سے مالا مال ہو کر دیوالے تشریف لائے چونکہ آپ کا کمال اشتیاق زیارت روضہ مبارک نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور غایت درجہ حج کی تمنا تھی آپ نے قصد کعبہ کا فرمایا اسی شب کو عالم رویا میں اپنے پیرو مرشد کو دیکھا کہ آپ سفر کی اجازت دیتے ہیں پھر اس وقت سے اور بھی شوق زیارت مدینہ و کعبہ نے بے چین کر رکھا الغرض اارتارت خ ربیع الثانی کو ۱۲۵۳ھ میں آپ نے حج کا قصد کیا پہلے روضہ شریف پر اپنے پیرو مرشد کے حاضر ہوئے پھر وہاں سے رخصت ہو کر تمام اعزہ و اقربا سے رخصت ہوئے اور روانہ بیت اللہ ہوئے۔ شہر شہر سیر و سیاحت فرماتے قصبه شکور آباد میں رونق افروز ہوئے اور ایک ہفتہ کے لئے وہاں اقامت فرمائی ہوئے وہاں کے رہنے

والے اکثر دولت بیعت وارادت سے مشرف ہوئے بعد ایک ہفتہ آپ نے آگے جانے کا
قصد فرمایا پھر قصہ فیروز آباد میں رونق افروز ہوئے اور پھر وہاں سے فتوپر سیکری پھر وہاں
سے ہر اول جوریا است بجے پور کے متصل ہے پھر وہاں سے بجے پورا سی طرح قطع منازل
فرماتے تشریف لے چلے جس مقام پر آپ تشریف لے جاتے صدھا خلقت دولت بیعت
سے مشرف ہوتی جب آپ بجے پور تشریف لے گئے تو والی ملک راجہ بخت سنگھ کو آپ کی
تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی وہ نہایت مشتاق ملازمت کا ہوا آخر ایک دن حاضر خدمت
ہو کر عرض کیا کہ میری بھی دعوت قبول فرمائیے آپ نے قبول کیا غرض کمال تکلف سے اس
راجہ نے دعوت کی چلتے وقت رانی بھی دولت بیعت سے مشرف ہوئی پھر آپ بعد انقطاع
منازل اجmir شریف پہنچے۔ بحسن اتفاق اسی زمانہ میں عرس جناب قطب الاطیاب خوجہ
خواجہ گان حضرت خواجہ معین الدین چشت علیہ الرحمۃ کا تھا آپ بھی شریک جلسہ مشائخ
ہوئے جس وقت حصار بزم کی طرف آپ نے توجہ کی تمام آدمیوں کے بدن میں لرزہ ہوا آیا
اور سب کے سب نالہ وزاری کرنے لگے ایک کو خبر دوسرے کی نہ رہی دیر تک اس کیفیت
میں بد ہوش رہے جب لوگوں کو ہوش ہوا تو سب کے سب قدموں ہوئے۔ باصرار آپ نے
ایک ہفتہ قیام فرمایا اس مجمع میں مساماۃ بن عبد اللہ سنگڑاش کی بیٹی بھی حاضر تھی وہ آپ کے
جمال بامکال کو دیکھ کر بیہوش ہو گئی دوسرے روز اس کو لوگ لے آئے۔ آپ نے اس کی
بیعت لی پھر اس لڑکی نے ترک لباس کیا اور گھر بارچھوڑ کر ایک جگہ میں جہاں آپ نے فرمایا
تحابیہ گئی آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ بین اللہ والی کے نام سے مشہور ہوئی جل
جلالہ و عم نوالہ پھر یہاں سے آپ تشریف لے چلے اور رفتہ رفتہ شہر نا گپور جو دار الحکومت راجہ
جود پور ہے رونق افروز ہوئے مولوی حسین بخش صاحب پیرزادہ رئیس نا گپور آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور کمال عزت و توقیر سے آپ کو اپنے مکان پر لے گئے اور ہم اتنی
 کیس پھر آپ بعد طے مراحل قبہ میرتا اور کوچہ الارواق افروز ہوئے یہاں بھی صدماں آدمی
 دولت بیعت سے مشرف ہوئے جو آپ کو دیکھ پاتا ہے مگبا آپ کی طرف کھینچ آتا جو
 تشریف لیجاتے خلقت پر وانہ وار جان شمار ہو جاتی اس وقت تک یہی عالم ہے آج بھی جس
 کی طبیعت چاہے دیکھ لے الغرض بعد انقطاع مسافت کجرات تشریف لے گئے پھر وہاں
 سے پیران پڑن اور احمد آباد تشریف ارزانی فرمائی اور دو ہفتے قیام فرمائیں بھکر تشریف لائے
 بعد زیارت مزار حضرت فرید شاہ ابراہیم بھکری سورت کی طرف تشریف لے گئے۔ آخر
 الامر بمبئی رونق افروز ہوئے یہاں بھی بہت سے لوگ مرید ہوئے۔ چنانچہ سمیان یعقوب
 خان و یوسف ذکر یا سینہ آپ ہی کے مرید ہیں اب بمبئی سے بسواری جہاز کعبہ شریف
 تشریف لے چلے۔ چلتے وقت آپ نے کھانے پینے کی کچھ فکر نہ کی اور متوكلا علی اللہ سوار ہو
 گئے تین دن تک آپ نے کچھ نہیں کھایا پیا کہ یہاں کیک چوتھے دن خود بخود جہاز چلنے سے رک
 گیا۔ محمد تقی نامی ناخدانے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جہاز کو کچھ نقصان ہو گیا ہے۔
 اب موت سے مفر نہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے جب رات آئی تو
 محمد ضیاء الدین تاجر نے جناب سرور کائنات کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو تھا
 کھاتا اور ہمسایہ کی خبر نہیں لیتا فوراً وہ خواب سے بیدار ہوا اور خیال کیا کہ اس جہاز پر کوئی ولی
 اللہ ہے جس کی اطلاع حضور سے ہوئی آخر اس نے یہ سوچ کر صلاح کی کہ صحیح کل اہل جہاز
 کی دعوت کرنی چاہیے۔ چنانچہ دیساہی کیا اور سب کے سب کھانے میں شریک ہوئے مگر
 آپ تشریف نہیں لے گئے جہاں تھے وہاں سے ایک قدم باہر نہیں رکھا جب دوسری رات
 آئی پھر اس نے خواب دیکھا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ تو تھا خور ہے پس یہ خواب دیکھتے ہی

چونکہ پڑا اور دل میں کہا کہ کوئی ایسا صاحب شکوہ ہے جو شریک ہونے سے عار رکھتا ہے پس
 اس تاجر نے پھر تمام اہل جہاز کی دعوت کی اور نہایت عمدہ عمدہ کھانے پکوانے اور اپنے
 سامنے لوگوں کو کھلوانا شروع کیا جب لوگ جمع ہو چکے تو وہ خود تھہ خانہ کی طرف اس تلاش
 میں آیا کہ دیکھوں اب تو کوئی باقی نہیں اتفاقاً آپ کے چہرہ اقدس پر اس کی نظر پڑی۔ پس
 دیکھتے ہی موجہ بال بآکمال ہوا اور قدموں پر گر کر معدترت چاہی آپ نے بپاس خاطر اور
 بختھائے اخلاق چند لمحے تناول فرمائے۔ جب وہ تاجر اپنی جگہ پر گیا تو یا کیک جہاز چلنے لگا
 اس روز سے اس تاجر کا معمول ہو گیا کہ کوئی کھانا بغیر آپ کے نہیں کھاتا تھا آخر الامر آپ
 عدن پہنچ اور وہاں سے سیر و سیاحت فرماتے ۲۹ ربیعہ شعبان کو کعبہ شریف پہنچنے تا ایام حج کعبہ
 میں آپ نے تشریف رکھنے بعد حج کے جب آپ نے مدینہ منورہ کا قصد کیا تو تاجر سابق
 الذکر نے عرض کیا کہ مجھے بھی سعادت ہم کابی سے محروم نہ رکھئے۔ چنانچہ وہ تاجر بھی آپ
 کے ساتھ روانہ ہوا جس وقت آپ روضہ مبارک حضرت سرور کائنات پر تشریف لے گئے۔
 بے تابانہ آپ نے سلام اور درود پڑھنا شروع کیا پھر اکثر مدنی آپ کے قد مبوس ہوئے اور
 آپ کی دعوییں کرتے رہے الغرض آپ تین مہینے مدینہ منورہ میں رہے اس اثناء میں صد
 عرب آپ سے مرید ہوئے جب زیارت روضہ مدینہ منورہ حضرت سرور کائنات سے فارغ
 ہوئے تو آپ کو تمنائے زیارت نجف اشرف نے بے چین کیا پھر عازم سفر نجف اشرف
 ہوئے اس چالیس دن کی راہ کو مکال شوق اور غایت تمنا میں آپ نے تھوڑے ہی دنوں
 میں طے کیا اور زیارت روضہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مشرف ہوئے تھوڑے دن آپ نے
 وہاں بھی تشریف رکھنے پھر آپ نے کربلا معلقی کا قصد کیا بعد انقطاع مسافت کر بلہ
 تشریف لائے اور زیارت روضہ منورہ جناب حضرت سید الشهداء سے مشرف ہوئے پھر

آپ نے مشہد مقدس کا ارادہ کیا آخر الامر وہاں بھی تشریف لے گئے اور زیارت روضہ منورہ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے مشرف ہوئے بعد ان سب زیارتیوں کے اطراف عرب اور عجم میں برابر کئی سال سیر و سیاحت فرماتے ہوئے اور ہر سال زیارت مدینہ اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوا کئے اسی درمیان میں آپ سد گلدیپ بھی تشریف لائے اور زیارت روضہ منورہ حضرت آدم علیہ السلام سے مشرف ہوئے پھر سیر و سیاحت فرماتے ہوئے ملک جہش تشریف لے گئے اور چندے وہاں تشریف رکھ کر بمبئی تشریف لائے پھر یہاں سے شہر بہر منزل بمنزل سیر فرماتے اندور۔ او جین بجنور گذہ۔ ٹونک وغیرہ سب سیر کرتے ہوئے اجمیع تشریف لائے جہاں جہاں آپ تشریف لیجاتے صد ہا خلقت دولت بیعت سے مشرف ہوتی جاتی بحسب اتفاق ان دنوں جو آپ اجمیع تشریف لائے وہی زمانہ عرس کا جناب سراج العارفین خواجہ خواجہ گان قطب زمین وزمان خواجہ معین الدین چشت علیہ الرحمۃ کا تھا آپ پا برہنہ جانب روضہ انور تشریف لے چلے نعلین چرمی آپ کے ہاتھ میں تھی ایک آزاد فقیر نے آواز دی کہ صاحبزادے کہاں کے رہنے والے ہو اور یہ روٹی کہا سے لیتے آئے ہو آپ نے اس نعلین کو اس فقیر کی طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ بھوکے ہوتا کھا لو پھر اس تاریخ سے آپ نے جو تہ وغیرہ نہ پہنا اور جس روز سے کہ آپ نے حج کے لئے اول احرام باندھا پھر کرتہ وغیرہ نہ پہنا چنانچہ اس وقت تک آپ کا لباس ایک احرام ہے جس کو تہیز کہتے ہیں اسی کو آپ باندھتے بھی ہیں اور اوڑھتے بھی ہیں القصہ آپ بعد حصول زیارت منازل طے فرماتے لکھنؤ تشریف لائے بعد ایک ہفتہ کے لکھنؤ سے دیوئے تشریف لائے اور لوگوں کو دولت ملازمت با سعادت سے مخترا اور ممتاز فرمایا تھوڑے دن تک آپ دیوئے تشریف رہے پھر لکھنؤ تشریف لے گئے۔ ابھی لوگوں کو آپ کی ملازمت سے سیری نہ

ہوئی تھی کہ پھر آپ کا قصد حج بیت اللہ کا ہو گیا۔ بارہ تاریخ ربیع الثانی کو ۱۲۵۷ھ میں پھر بیت اللہ روانہ ہوئے بعد طے منازل و مراحل بمبئی رونق افروز ہوئے پھر جہاز پر سوار ہوئے جب جدہ پہنچ تو وہاں سے پیادہ پار وانہ ہوئے رفتہ رفتہ آپ کمہ معظمه تشریف لائے اہل کمہ معظمه جوزمانہ سے مشتاًق زیارت تھے سب کے سب حاضر ہوئے۔ غرض اس دفعہ بہتیرے کی آپ کے مرید ہوئے بعد حصول حج آپ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے وہاں روضہ محترمہ حضرت مریم علیہما السلام اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت سلیمان و حضرت موسیٰ علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر وہاں سے جب معاودت فرمائی تو زمانہ حج کا قریب تھا پھر آپ نے حج کیا بعد حج کے آپ نے وطن کا قصد کیا ۱۲۵۹ھ میں سیر و سیاحت فرماتے ہوئے قصبه دیویٰ لے تشریف لائے۔ اس دفعہ بعد تشریف آوری امام الاولیاء کے آپ کے اکثر اقربا کو آپ کی شادی کا خیال ہوا۔ چنانچہ سید عظیم علی صاحب نے باصرار تمام چاہا کہ اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیں آپ نے یہ آیت پڑھی یا ایہا *الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدو لكم فاحدزوهم اور دوسرے دن لکھنؤء تشریف لے گئے اور وہاں تھوڑے دن رہ کر بااتفاق دوستوں کے عازم بیت اللہ ہوئے بعد طے منازل و مراحل آپ کمہ معظمه پہنچ بعد فرار غیر حج بیت اللہ آپ شامل قافلہ روم کے روم کی طرف تشریف لے گئے شہر قسطنطینیہ میں پہنچ کر عبد اللہ صاحب کے یہاں آپ نے قیام فرمایا عبد اللہ صاحب نے آپ کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور آپ کے مرید ہوئے ایک دن کا ذکر ہے کہ عبد اللہ صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت میں بادشاہ فلک بارگاہ کا نوکر ہوں اور مجھے خانہ باغ کی خدمت ہے جو متعلق مکانات سلطانی ہے نہایت دلچسپ وہ باغ ہے اگر آپ تشریف یجا کیں اور وہاں سیر فرمائیں تو غالباً آپ بہت خوش*

ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا چنانچہ آپ اس خانہ باغ میں تشریف لے گئے اور سیر فرمانے لگے تاگاہ سلطان روم یعنی سلطان عبدالجید بھی وہاں تفریحات تشریف لائے جس وقت آپ کی نظر سلطان عبدالجید کے اوپر پڑی سلطان روم کا دل ہاتھوں سے جاتا رہا اور بے اختیار دوز کر آپ کے گلے میں لپٹ گئے اور بمنت بارگاہ سلطانی میں آپ کو ساتھ لے گئے ایک ہفتہ تک مہماں رکھا اسی درمیان میں سلطان مشرف بہ بیعت ہوئے پھر تو جو ق در جوق لشکر آتا جاتا تھا اور لوگ دولت بیعت سے مشرف و ممتاز ہوتے جاتے تھے عبداللہ صاحب کو سلطان نے اس صلح میں کہ جناب امام الاولیاء سے ملاقات کرائی انعام اور خلعت عطا کیا۔ القصہ تھوڑے دن بعد آپ نے سلطان سے رخصت چاہی بہنہ ارشاد سلطان نے رخصت کیا پھر آپ کعبہ تشریف لائے بعد زیارت خانہ کعبہ آپ عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ اثناء راہ میں ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو آپ کامدوں سے منتظر تھا اس نے آواز دی کہ بابا بہت دیر کی ادھر آؤ آپ اس درویش کے پاس گئے اس فقیر نے ان کے زانوں کا تکنیہ کیا اور کچھ باتیں راز و نیاز کی کیں اور راہی ملک بقا ہوا اس وقت سے آپ کی جذب کی سی کیفیت ہو گئی پھر اس قریب والوں کو جہاں وہ درویش رہتا تھا خبر ہوئی لوگ آئے اور تجدیز و تکفین کر کے اپنے اپنے گھر چل دیئے ہر چند لوگوں نے بہت کچھ آپ کو کہا مگر آپ کو ہوش کب تھا آپ کسی طرف ملقت نہ ہوئے اور ایک جنگل کی طرف نکل گئے ایک سال آپ کی یہ کیفیت رہی جب آپ کو ہوش آیا تو ملک شام کی طرف تشریف لے گئے وہاں لوگوں کی زبانی بیر الالم کی حقیقت سن کر وہاں سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کوئی اس وقت تک نہیں گیا ہے یہ سب قصہ سن کر آپ کو بڑا اشتیاق ہوا غرض اس کی تلاش میں چلے اس مقام پر جس کو بیر الالم کہتے ہیں تشریف لے گئے وہاں کے عجائب اور غرائب حالات دیکھتے بھالے اس مقام میں

پہنچے جہاں عبدالرحمٰن سلطان جن رہتا تھا۔ اس نے جو آپ کو دیکھا تو بیت سے اس کے
 اندام میں لرزہ پڑ گیا اور مارے خوف کے مجال گفتگو اس کو باقی نہ رہی پھر نہایت ادب سے
 حاضر خدمت ہو کر دولت بیعت سے مشرف ہوا اور ایک ہفتہ آپ کو کہیں جانے نہ دیا۔ پھر
 آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے پھر ایک مدت مدید
 تک آپ سیر و سیاحت دیار عرب و ایران و اطراف روس و یورپ کی فرماتے رہے اس اثناء
 میں اہل وطن کی حالت آپ کی مفارقت میں سخت خراب ہوئی اور پھر ان کا جب کوئی وارث
 نہ رہا تو انواع انواع مصیبت میں لوگ گرفتار ہوتے گئے۔ ان سب واقعات کو جو آپ کی
 ایام ہجرت میں ہوئے اگر مفصل لکھوں تو ایک دفتر چاہیے مختصر یہ ہے کہ جب آپ ایک
 مدت تک تشریف نہ لائے تو گنگا بخش چودھری ساکن و مالک موضع قاسم سنج پر گنہ دیوئی نے
 زمیندار ان دیوئی و مالکان قصبه سے مخالفت پیدا کی اور طرح طرح کی اذیتیں اس نے دینی
 شروع کیں کہ ناچار وہاں کے لوگوں نے جلاوطنی اختیار کی بعض زمیندار جو اس کے دست
 قابو سے باہر نکل نہ سکے مع خانمان ان کو نیست و نابود کر دیا جب حضرت امام الاولیاء سفر جاز
 سے واپس تشریف لائے تو لوگوں سے حقیقت اس کی معلوم ہوئی۔ آپ نے بظاہر کچھ ارشاد
 نہ فرمایا۔ تھوڑے دن بعد گنگا بخش اور اس کا بیٹا مورد عتاب شاہ اودھ ہوا اور بحسن مدیر شیخ
 قطب الدین حسین خاں رئیس لکھنؤ مرزا صیعی خاں ندیم سلطان دونوں قتل کئے گئے اور
 کل جائداد ان کی ضبط سرکار ہوئی پھر لوگ جو قریب جا جا کر رہے تھے وہ پھر دیوے
 شریف آنکر بے اور بعض بعض جو اس کے ظلم سے جا چکے تھے وہ فتح پور اور کاکوری اور لکھنؤ
 اور سترک وغیرہ میں جا کر رہے اب آپ کے زیر سایہ عاطفت لوگ بسر کرتے ہیں گویا
 آپ نے دیوے کواز سنو آباد فرمایا ہے پھر آپ نے قصد سفر کا فرمایا عقیدت مندوں نے کہا

کہ اگر آپ تشریف لیجاتے ہیں تو ہم لوگوں کو بھی ساتھ لے چلئے اب قدم مبارک کو آپ کے چھوڑنہیں سکتے اور درد مفارقت اٹھانہیں سکتے۔ آپ سخت مجبور ہوئے مگر اس وقت تک ایک جگہ تشریف نہیں رکھتے اطراف اودھ میں برابر سیر فرمایا کرتے ہیں اور کبھی دوچار برس بعد پاس خاطرا پنے عقیدت مندوں کے دو ایک کے لئے عظیم آباد اور صوبہ بہار بھی تشریف لاتے ہیں اس اطراف میں بھی آپ کے ہزاروں ہزار مرید ہیں۔ ازانِ جملہ حاجی شیخ محمد اسماعیل صاحب ساکن موضع پنجھی آپ کے مرید ہیں اور جناب میرا بار حسین صاحب شیخ پورہ کلاں اور مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی لطافت حسین صاحب اسی دربار کے غلام اور عقیدت مندوں کی اگر تفصیل لکھیں تو دفتر چائے ان لوگوں کے خیال اور محبت سے کبھی کبھی پورب بھی تشریف لاتے ہیں اور تین دن سے زیادہ کہیں تشریف نہیں رکھتے پچاس برس ایک قلم آپ برهنہ پا سیر و سیاحت فرماتے رہے اب چھ سات برس ہوئے کہ ضعف پیران سالگی کی وجہ سے پاکی کی سواری اختیار فرمائی ورنہ مدت العز کبھی پاکی گھوڑا اورغیرہ پر سوار نہ ہوئے ہاں البتہ سفر جاز میں ریل گاڑی پر سوار ہوا کئے ان درویشوں کو جن کو آپ نے خلعت عنایت فرمایا ہے ان کو سوائے جہاز اور ریل کے کسی دوسری سواری کی اجازت نہیں ہے قبل اس کے آپ کے کھانے کی باری اگیارہ (۱۱) اگیارہ (۱۱) دن پر ہوا کرتی تھی پھر بتدر تج سات (۷) سات (۷) دن پر ہوا کی بعد اس کے تین (۳) تین (۳) دن بعد اب کہ آپ کی عمر ۲۷ برس کی ہوئی محض برائے نام کچھ روزانہ کھالیا کرتے ہیں خوشبو سے آپ کو کمال درجہ کی رغبت ہے اس وقت تک آپ کو کسی نے غافل سوتے نہ دیکھا شب و روز بیدار رہتے ہیں علی العموم آپ خاموش رہتے ہیں بغرض اعلان و شہرت کوئی بات نہیں فرماتے۔ پنگ چوک۔ کوچ، کری، مسہری پرنہ کبھی بیٹھتے اور نہ آرام فرماتے ہیں فرش زمین پر آپ کا

بتر ہے ہمیشہ زمین ہی پر آرام فرماتے ہیں اور سر کے نیچے تکیر دیتے۔ عاشقانہ قصہ سن کر آپ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور اکثر اس عشق کے مضمون کو پڑھا بھی کرتے ہیں آپ کو کسی مذہب اور ملت سے تعریض نہیں ہے۔ لاکھوں آپ کے ہندو مرید ہیں اور ہزاروں انگریز اور کروڑوں مسلمان ہندوستانی افغانی عربی بھجی وغیرہ وغیرہ مرید ہیں کوئی ایسا ملک اور شہر نہیں دیکھا جاتا ہے جہاں آپ کا کوئی مرید نہ ہو۔

ابیات

ایکہ داری صد حجاب از عاشقان	ساعیتے از پرده سازی رخ عیاں
ای جمالت جلوه فرما در ہمہ	راز تو پوشیدہ ماندہ برہمہ
جامہء صد رنگ داری برکنار	خیرہ ماند چشم ظاہر از شمار
گاہ گشتی محتسب دستار بند	گاہ ناصح مشفق و گرویدہ پند
گہہ مرید و پیر گشتی در جہاں	گاہ مرشد واقف رازِ نہاں
گہہ چو عاشق گشتی خانہ بدوش	گہہ چو زاہد بے جگر پشمینہ پوش
پس چگونہ بے تو یا بم مرزا	میں مگر دان نا امیدم از کرم
پردہ بردار از رخ زیبا دے	کن نظر بر حالت شیدا دے
نیک دانی حال دل ای جان جاں	چند باشی اسخنیں دامن کشاں
 پس بیاتا جام وصلت برکشم	
دار، تم از دام و قید درد و غم	

حصہ دوم در ذکر خرق عادات و کرامات حضرت امام الاولیا

کہ با اینہمہ اخفا بکلوہ ظہور آمد

نقل (۱) ہے کہ ایک دن آپ معہ خادمان دریائے گھاگڑہ کے کنارہ تشریف لائے اور دریہ تک کشٹی کے انتظار میں بیٹھے رہے اتفاقاً اُس روز غلام حسین داروغہ میر بحر حاضر نہ تھا اُس کنارہ سے کشٹی آنے میں دریہوئی آپ نے خادموں سے فرمایا کہ چلو اُس گھاٹ سے پار ہو چلیں جد ہر پا آب ہے پھر کس کو مجال انکار اور تکرار کی تھی آپ بے تکلف معہ خادمان اُس دریا ذخیر سے پار ہو گئے اور پانی زانو سے زیادہ نہ ہوا۔ فاعتردیا اولی الابصار۔ شعر

عاشقان را بحر و بریکساں بود
ہر دو عالم تالیع فرماں بود

نقل ۲ ہے کہ آپ لکھنؤ میں چودہ ہری ہدایت علی کے مکان میں ایک دن تشریف رکھتے تھے چودہ ہری سرفراز احمد اور دیگر رو سائے شہر آپ کی قدم بوسی کو آئے تھے آپ بے تکلف لوگوں سے کچھ باتیں کر رہے تھے کہ ناگاہ مسکی بروں صاحب سردفتر کمشنری بہراج آپ کے سامنے سے گذر اُس کی آنکھیں ناگاہ آپ کی آنکھوں سے دوچار ہو گئیں پس جس وقت نظر آپ کی پڑی بیہوش ہو گیا جب افاقہ ہوا روتا ہوا آپ کے قدموں پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ میں اپنے مذہب اور ملت سے توبہ کرتا ہوں مجھے اپنا بندہ کجھے چنانچہ وہ دولت اسلام سے مشرف ہوا اور شرف بیعت سے ممتاز ہوا سبحان اللہ بحمدہ۔ شعر

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الفور بصورت طلاشد

نقل ۳ ہے کہ ایک عقیدت مند کو یہ خدشہ ہوا کہ آپ ظاہری طریقہ نماز کیوں نہیں پڑتے اُسی شب کو اُس نے خواب میں دیکھا کہ جناب امام الاولیا مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے ہیں

اور آپ ہی پیش امام ہیں اس خواب کے دیکھنے والے کھلوصونہ تھا خواب ہی میں ادھر ادھر پانی
ملاش کرنے لگا کہ اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی دوسرے دن حسن اتفاق اُسی شخص کے مکان پر
آپ تشریف لائے اور ہنس کر فرمایا کہ عبد اللہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے نماز میں شریک نہ ہو
سکے پس یہ سن کرو وہ عقیدت مند زار زارو نے لگا اور اپنی معدورت چاہنے لگا۔ نقل ۲ ہے کہ
ایک دن مولوی قاسم علی ریکس قصبه فتح پور کو یہ خطرہ ہوا کہ آپ پابند صلوٰۃ کے کیوں نہیں ہیں
بموجع سخی اس کو ضرور پوچھنا چاہئے اتفاقاً مولوی صاحب بضرورت عازم بلرام پور ہوئے
وہاں پہنچ کر سخت علیل ہوئے اُسی حالت غفلت میں کیا دیکھتے ہیں کہ جناب حضور تشریف
لائے اور فرماتے ہیں کہ مولوی مولوی اب کیوں سیر و تماشائیں کرتے مرض تو کچھ بھی نہیں
ہے یہ مژده سن کر مولوی صاحب چونک پڑے دیکھا تو کچھ آثار مرض پائے نہیں جاتے علی
الصباح گوئڈہ روانہ ہوئے حسن اتفاق سے اُس روز جناب حضرت امام الادلیا بھی رونق
افروز قصبه گوئڈہ ہوئے مولوی صاحب حاضر خدمت ہو کر دولت بیعت سے مشرف
ہوئے۔ نقل ۵ ہے کہ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص تھا جس کے لڑکے بالے زندہ
نہیں رہتے تھے اتفاقاً آپ ایک روز اُس شخص کے مکان پر تشریف لے گئے عند الکلام آپ
نے فرمایا کہ جس کے لڑکے بالے زندہ نہیں رہتے ہوں اُس کو چاہئے کہ وقت پیدائش کے
اُس بچہ کو پنڈل سے صاف کر دے پھر وہ لڑکا نہیں مرتا چنانچہ اُس مرید نے دیسا ہی کیا وہ
لڑکا اب تک زندہ ہے۔ نقل ۶ ہے کہ ایک شخص اڑاڑو نامی مرید آپ کا سفر میں آپ کے ساتھ
تھا جب آپ کا قصد دوسری جگہ جانے کا ہوا تو اڑاڑو نے کہا کہ میاں ہم اگاڑو جائیں تو بہتر
ہے آپ نے ہنس کر فرمایا اچھا جاؤ غالباً وہ اُس مقام تک نہیں پہنچا کہ راہیں ملک عدم ہوا۔ نقل
7 ہے کہ ایک دن آپ روڈی شریف رونق افروز ہوئے اور جناب قاضی مظہر الحق کے

مکان میں رونق افروز ہوئے جس وقت عورت میں زیارت کو آئیں پر دہ ہو گیا اُس وقت ایک عورت نے روکر کہا کہ یا حضرت سب لوگ ہم پر طعنه کرتے ہیں کہ تمہارے پیغمباں کیسے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے ہیں یا حضرت ہم ان کا کیا جواب دیں آپ نے فرمایا کہ ادھر آؤ جس وقت وہ عورت آپ کے قریب گئی آپ نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھ دیا۔ اُس عورت نے دیکھا کہ جناب امام الاولیا خانہ کعبہ میں بیٹھے ہیں یہ ماجرا دیکھ کر بیہوش ہو گئی اُس وقت تک وہ عورت زندہ ہے مگر مخبوط الحواس ہے کوئی بات پوچھئ تو جواب معقول نہیں دیتی اور جناب حضور کی غایت درجہ جاں ثثار ہے۔ نقل ۸ ہے کہ ایک مقام پر آپ زنانہ مکان میں تشریف رکھتے تھے اور عورت میں حاضر خدمت تھیں کہ بعد آدھی رات کے عورت میں چلا اٹھیں کہ ہائے میاں ہائے سب لوگ دوڑ پڑے لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو اُس عورت نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ کے ہاتھ پاؤں سب علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے میں سمجھی کہ کسی نے نکل کر کرڈا لا جس وقت اُس عورت نے اس راز کو کہہ دیا اُس کے دو تین دن بعد اُس نے قضا کی۔ نقل ۹ ہے کہ کہ ایک دن آپ ردولی تشریف رکھتے تھے اور زنانہ مکان میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکا یک چیونٹیاں آنے لگیں یہاں تک کہ کثرت ہوئی یہاں تک کہ چھپت اور فرش اور دیواریں مکان کی چیونٹیوں سے بھر گئیں عورت میں گھبرا اٹھیں اور روکر عرض کرنے لگیں کہ میاں چیونٹیوں سے پناہ نہیں ہے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ کہاں ہیں باور کیجئے کہ ایک منٹ میں سب چیونٹیاں غائب ہو گئیں اب اُس کے بعد ایک قسم کی چڑیا جس کو شاما کہتے ہیں آنی شروع ہوئیں ہزاروں آ کر آپ کے بدن مبارک پر گرنے لگیں اور اس طرح سے چھکنے لگیں کہ جس کی حد نہیں ہے حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ کیا ماجرا ہے آپ نے ہنس کر ٹالی دیا پھر ایک چڑیا بھی نہ تھی۔ اللہ قادر علی مَا تَشَاء۔ نقل ۱۰ ہے کہ ایک شخص

نے بہت سے لال پالے تھے اور کمال شوق کی وجہ سے اُس پنجربے میں ایسی معقول تدبیر بنا رکھی تھی کہ جب دوسرے لال آئیں تو اُس پنجربے سے نکل نہ سکیں آپ اندر وون مکان نزدیک تھے تھے ایک دن دوپہر کو استجواب کے لئے باہر تشریف لائے اُن سب لا لوں کو آپ نے بغور ملا خاطر فرمایا اور اوپر سے جو ایک بانس کی بلندی پر پنجربا تھا نیچے اتارا اور اتار کر اُس کو پانی پلانا شروع کیا دوسرے وہ شخص اس تماشے کو دیکھ رہا تھا بعد سیرابی کے اُس قفس کی تیلی کو آپ نے نکال دیا پس ایکبارگی وہ ڈیڑھ سو لال پھر سے اڑ گئے اُس شخص نے آپ سے کہا کہ میاں یہ آپ نے کیا کیا ساری محنت میری رائیگاں ہو گئی آپ نے فرمایا کہ ابھی دور تو نہیں گئے ہیں چاہوئے لو اُس نے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اب تو وہ سب کہیں دور جا چکے آپ نے پلٹ کر فرمایا کہ تم نے کیا کہا اتنی ہی دیر میں وہ لال سب پلٹ پڑے اور آپ کے تمام جسم مبارک میں آ کر پلٹ گئے آپ بار بار فرماتے تھے لو اب پکڑ لو اُس شخص نے کہا کہ جب آپ آزاد کر چکے تو پھر میں کیوں قید کروں جل شانہ کیا عالم آپ کا ہے اب اُس شخص کی خوش نصیبی دیکھئے کہ آپ نے اُن کو تہمینہ عنایت فرمایا اور خطاب معروف شاہ کا عطا کیا مؤلف کو اُن سے بہت کچھ نیاز حاصل ہے جناب موصوف کمال عنایت فرماتے ہیں۔ نقل ॥

ہے کہ کچھ سنگہ نامی راجپوت جگرنا تھہ تیر تھہ کو گیا وہاں جیون مندر کے اندر گیا تو جناب امام الاولیا کو اُس نے اندر سے نکلتے دیکھا اور دس بارہ آدمی جو اُس کے ساتھ تھے اُن لوگوں نے بھی دیکھا وہاں سے واپس آ کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اے کاش مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا ہوتا تو ہم کس لئے جگرنا تھہ جی گئے ہوتے تمہیں بیٹھے درشن کر لیا کرتے آپ نے فرمایا تھا کہ ہم نہ ہوں گے کوئی دوسرا ہماری شکل کا ہو گا اُس نے کہا کہ بابا ہم نے خوب بیچار کر دیکھا تھا اور سوائے ہمارے دس بارہ آدمیوں نے اور بھی دیکھا ہے آپ نہیں پڑے

اور فرمایا کہ اچھا اب جگرنا تھے جانا پھر وہ شخص آپ کا مرید ہو گیا اور بت پرستی سے اُس نے
توبہ کی۔ فذ لک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ نقل ۱۲ ہے کہ ایک مرید آپ سما
کمال شوق زیارت میں مستقر چلا آتا تھا اتفاقاً اُس راہ میں غریب کو دریا ملا وہ بیچارہ سخن
گھبرا یا کہ اب کیا کروں کوئی کشتی بھی نہیں کہ پار اتر سکوں اسی سوچ میں تھا کہ ایک شخص کے
پکارنے کی آواز آئی وہ بیچارہ مصیبت زدہ اُس آواز پر چلا تو ایک بارہ برس کے لڑکے کو دیکھا
اس لڑکے نے کہا کہ آؤ میاں اس طرف سے میرے ساتھ پار اتر چلو یہ راہ کسی کو معلوم نہیں
ہے یہاں پر یہندی پا آب ہے اُس غریب نے اُس لڑکے کے پیچے پیچے راہ پکڑی غرض وہ
دریا پار ہو گیا پھر وہ لڑکا نظر سے غائب ہو گیا جب وہ مشرف ملازمت ہوا تو آپ نے آنے
کی کیفیت پوچھی وہ بیان ہی کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ کہو وہ لڑکا کتنا چالاک تھا یہ میں
کروہ خاموش ہو گیا اور بے ساختہ اُس نے عرض کیا کہ حضور ہی تھے آپ ہنس کر چپ ہو
رہے۔ نقل ۱۳ ہے کہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت مجھے کعبہ حج کے لئے
بھجوائیے میرے پاس زاد را نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جاؤ امیروں سے سوال کرو اُس
نے نہ مانا اور تین دن تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑا بالآخر آپ نے رخصت کیا چلتے وقت
جو آپ نے مصافحہ کیا تو اُس کے ہاتھ میں پچاس اشرفیاں آپ نے دیں وہ سائل نہاست
خوش ہوا اور حالت خوشی میں آ کر یہ کیفیت اُس نے سب سے کہہ دیا جب آپ نے نہ
ہنس کر اور باتیں فرمائے گے۔ نقل ۱۴ ہے کہ دیوی جب آپ تشریف لاتے ہیں تو آپ
معروف شاہ کے مکان میں تشریف رکھتے ہیں قبل اس کے جس مکان میں آپ فرد ہوا
کرتے تھے اُس کی دیوار ایام بر شگاں کی وجہ سے شق ہو گئی تھی جب آپ سیر و سیاحت کو
تشریف لے چلے تو آپ نے معروف شاہ سے فرمایا کہ اس مکان کو توڑوا کر نیا بنواؤ الگر

خبردار اس کے لئے قرض و رض نہ لینا موصوف الیہ نے متوكلا ہاتھ لگادیا اُسی شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اُس بلندی کو کھودو چنانچہ خواب ہی میں جو اُس بلندی کو کھو دا تو ایک سفید بولیام نکلا پس اتنے میں خواب سے معروف شاہ بیدار ہوئے علی الصباح اُس موقع پر جا کر مزدوروں سے کہا کہ ہاں اس جگہ کو کھودو چنانچہ جیسا ہی مزدوروں نے کیا واقعی ایک بولیام نکلا جورو پیوں سے بھرا تھا پھر تو خاصی طرح سے وہ مکان تیار ہو گیا اس وقت تک گیارہ روپئے رکھے ہوئے ہیں خدا جانے کس لئے آپ نے رکھائے ہیں اس کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ نقل ۱۵ ہے کہ آپ کا مرید ایک جن تھا جس کو ہفتہ بعد ایک سیوچہ شربت اور کچھ روٹیاں ملتی تھیں وہ ایک مکان کے اندر رہا کرتا تھا قضا کار ایک چور آپڑا اُس جن نے اُس کی ٹانگ پکڑ کر چھٹ کو اٹھا شہیر کے نیچے دبا کر چھوڑ دیا اس چور نے چلانا شروع کیا لوگ اُس کی آوازن کر دوڑے اور پولیس تک پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ اُس آدمی کی ٹانگ چھٹ کے نیچے دبی ہے اب ہزار فکر لوگ کرتے ہیں مگر اُس کا پاؤں نکلتا نظر نہیں آتا اُس کو ٹھڑی سے آواز آئی کہ خبردار اب چوری نہ کرنا پھر اُس جن نے اُس کو اٹار دیا آپ کی خدمت میں اکثر جن حاضر ہوا کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم نے جن کو نہیں دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ گھبراوے گے تو نہیں اُس نے عرض کیا کہ مولا آپ کے رہتے کیوں ڈرنے لگا آپ نے پکارا بس ایک مرد نہایت خوبصورت آ کر قدم بوس ہوا اور تھوڑی دیر بعد وہ غائب ہو گیا اسی طرح آپ نے ایک دن ایک شخص سے فرمایا کہ ڈرو گے تو نہیں شیر آتا ہے اُس نے کہا نہیں مولا پھر یہا کیک پندرہ ہاتھ کا شیر پیدا ہوا جس کے دیکھنے سے دل انسان کا کانپ اٹھے تھوڑی دیر بعد اُس شیر نے آپ کے جسد اطہر کو چاٹا پھر غائب ہو گیا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کی تہمند کے نیچے ایک پلہ کتے کا پڑا سوتا تھا کہ ایک

شخص نے کہا کہ یا حضرت یہ کیا بخس لعین کو آپ لئے ہوئے ہیں آپ چپ رہے جب و
حضرت تشریف لے چلے اُس سکتے کے پلے نے آدمی ہو کر حملہ کیا وہ بیچارے یہ ماجرا دیکھ کر
بیہوش ہو کر گر پڑے پھر وہ جن غائب ہو گیا آپ ہنس کر چپ ہو رہے۔ نقل ۱۶ ہے کہ مقام
چندر گڑھ میں ایک خاک رو ب حاضر ہوا جو مجدد مughan غایت ارادت کی وجہ سے زور زور سے رو
رو کر یہ کہتا تھا کہ میاں اب میرا کون ہاتھ پکڑے گا سب کے مولا اور وارث تو آپ ٹھہرے
مجھ ناچیز کو کون پوچھتا ہے دو دن تک برابر رو یا کیا جب آپ نے دیکھا کہ اب کمال درجہ کو
اس کی حالت پہنچی آپ نے فرمایا دیکھ جتھے آنکھوں سے مرید کرتا ہوں مجھے خوب ساد یکو
جلشا نہ دیکھتا تھا کہ اُس عارضہ ناپاک سے اُس کو پوری صحت ہوئی اور حالت شوق ذوق میں
ایسا مستفرق ہوا کہ پھر سوا اس کے کچھ اُس کو دھیان نہ رہا۔ نقل ۷ ہے کہ مقام گدیہ میں ایک
شخص کا لڑکا مر رہا تھا ناگہاں آپ اُسی کے مکان کی طرف ہو کر تشریف لیجانے لگے وہ
عقیدت آگئیں عورت نے اُس مردہ بچہ کو آپ کے قدموں پر لا کر رکھ دیا آپ نے فرمایا
زندہ ہے زندہ ہے اتنے میں وہ لڑکا رونے لگا ماں باپ اُس کے خوشی میں آپ کے فدا
ہونے لگے۔ نقل ۱۸ ہے کہ ایک طالب نے جناب حضرت شاہ بعلی قلندر کے مزار پر چلہ
کشی کی مطلب اُس کا یہ تھا کہ برزخ مرشد اب کیوں نہیں دیکھتے ایک شب کو بشارت ہوئی
کہ اولیا بخش حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کے خدمت حاضر ہو وہاں تیرامقصد
پورا ہو گا چنانچہ وہ طالب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ افیون نہ
کھایا کرو اُس نے کہا کہ حضرت اب تو جان کا سامنا ہے آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے جو اپنے
مطلوب کو نہیں پاتے ہو یہ سن کر وہ طالب زار زار رونے لگا آپ نے ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ
دیکھو تو یہ کس کا ہاتھ ہے اُس نے اپنے پیر و مرشد کا جو ہاتھ دیکھا تو بے چین ہو کر بوسہ دینے

لگا اور بار بار آنکھوں سے لگانے لگا پھر آپ نے فرمایا۔ کہ آنکھیں بند کرو اس نے آنکھیں
بند کیں اس کا مطلب تھا پورا ہوا اور فوراً رخصت کر دیا گیا۔ سبحان اللہ۔ والحمد للہ۔ نقل ہے کہ
ایک طالب عربی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ سوال کیا کہ یا حضرت مجھے
صراط مستقیم دکھاد تجھے آپ نے نہ س کرنا دیا پھر اس نے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کل آ
جانا وہ بوجب ارشاد حاضر خدمت ہوا آپ نے ایک تہ بند اٹھا کر اس کو دے دیا پس جس
وقت اس عرب کی نظر آپ کہ چہرہ مبارک پر پڑی فوراً وہ بیہوش ہو کر زمین پر گرا اور مرغ
بل کی طرح تڑپنے لگا جب افاقہ ہوا کپڑے پھاڑتہ بیندر عنایتی پہن کر فقیر ہو گیا افسوس کہ
اس کی حیات نے وفات کی تھوڑے ہی دن بعد اس نے قضا کیا۔ نقل ہے کہ ایک انگریز آپ
کی ملاقات کو حاضر ہوا آپ کا رخ انور دیکھتے ہی قدموں پر گرا اور ترک لباس کیا اور مسلمان
ہوا آپ نے اس کو تہ بند عنایت کیا اور اس کا نام عبد اللہ شاہ رکھا افسوس کہ اس نے بھی جلد
قطا کیا۔ نقل ہے کہ ایک مرید نے آپ کی دعوت کی اس وقت آپ کے ساتھ دوچار ہی آدمی
تھے اس نے اسی انداز سے کھانا پکایا تا گھاں اس دیار میں جو آپ کی تشریف آوری کی لوگوں
کو خبر معلوم ہوئی لوگ آنے شروع ہوئے قریب سو آدمی کے لوگ جمع ہو گئے وہ بیچارہ غریب
نہایت پریشان ہوا آپ نے بلا کر فرمایا جو کچھ تم نے پکایا ہے وہ میرے سامنے لے آؤ
بوجب ارشاد عالی اس نے کھانے سامنے لا کر رکھے آپ نے اپنے ہاتھوں سے
روٹیاں تقسیم کرنی شروع کیں سب کے سب کھانے سے آسودہ ہوئے اور جس قدر اس
غریب نے پکایا تھا مسلم فتح رہا۔ فالحمد للہ و شکرہ۔ نقل ہے کہ ایک سائل نے آ کر یہ سوال کیا
کہ مجھے بیت اللہ کسی طرح سے پہنچواد تجھے پہلے تو بہت مالا جب اس نے نہ مانا تو آپ نے
فرمادیا کہ اچھا جاؤ خبردار جو میں کھوں اس کے خلاف نہ کرنا اس نے عرض کیا مولا ہرگز

خلاف نہ ہو گا آپ نے فرمایا کہ ایک دن کی خوراک اندر سے جس درخت کی جڑ کو کھو دو گے مل جایا کرے گی پھر کسی سے سوال نہ کرنا روزانہ منزل بمنزل اسی طرح درخت کی جڑ کو کھو دو ہے اور اپنا زاد سفر پانا اور برابر چلے جانا چنانچہ وہ بموجب ارشاد عالیٰ عازم بیت اللہ ہوا روزانہ جس درخت کی جڑ کو کھو دتا تھا ایک دن کا خرچا اس کو مل جایا کرتا تھا۔

اسی طرح سے اس نے طے منازل کی اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوا پھر جب واپس ہوا تو بدستور سابق طے مراحل کرتا ہوا طعن آیا لوگوں نے پوچھا کہ اس غربت میں کیونکر تم بیت اللہ گئے اس نے سب ماجرا بیان کیا۔ اللہ قادر علی ما تشاء و هو عزیز الحکیم۔ نقل ہے کہ ایک ہندو آپ کا معتقد تھا۔ غایت جوش ارادت و محبت سے حضور میں جب حاضر ہوتا تو یہ کہتا کہ حضرت اب اس قدر پرده کی کیا ضرورت ہے کھلے بندوں آپ کی غلامی میں آجائوں تو بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو جس طرح تم اپنے لوگوں کے ساتھ رہے ہو، رہو مضافات نہیں مگر ہاں بت پرستی چھوڑ دو وہ ہندو بموجب ارشاد عالیٰ بت پرستی سے باز آیا۔ مگر وقتاً فوقتاً جو اپنے لوگوں کو اس ہلاکت اور ضلالت میں دیکھتا تو بر ملا بول اٹھتا کہ اس پھر کے پونے سے کیا خاک ہو گا ارے یا اس کو پوجو جس نے اس پھر کو پیدا کیا ہے جتنے اس کی قرابت اور برادری کے آدمی تھے اس سے عاجز تھے یہاں تک کہ سہوں نے صلاح کی کہ ایسے شخص کے یہاں بیاہ شادی نہیں کرنا چاہیے اور کھانا پینا تو اسی وقت سے ترک کر دینا چاہیے۔ اس کے مذہب کا کچھ ٹھکانہ نہیں غرض کہ سب کے سب ایک دل ہو کر اس پر راضی ہو گئے اس ہندو کی ایک لڑکی تھی برادری والوں نے کہا کہ اس لڑکی کی تو کچھ خطاء نہیں ہے بیاہ کر کے حصتی کر دیجائے اور جہاں تک ہو سکے جلدی اس کی کوشش ہونی چاہیے مبادا کہ آئندہ چل کر یہ لڑکی بھی لامذہب ہو جائے الغرض اس کی شادی درپیش ہوئی برادری والے سب اکٹھے

ہوئے خود بھی وہ ہندو اہل مقدور تھا اور اب جہاں سے بارات اس کی لڑکی کی آئی وہ بھی امیر کبیر تھا مختصر یہ کہ برات آئی اور لوگ جمع ہوئے اس ہندو نے کمال تکلف سے کھانے کا انتظام کیا اور جناب حضرت امام الاولیاء کو بھی دعوت کی تکلیف دی اور اکثر امور میں لوگوں کے خلاف ہو جانے سے اطلاع دی آپ نے فرمایا کچھ مضاائقہ نہیں تم کو رضا و تسليم کے خلاف نہیں کرنا چاہیے جس وقت کھانا چنا گیا اور برادری والوں کو اس نے اطلاع دی سہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم لامذہ بکے یہاں نہیں کھاتے ہیں۔ اتفاقاً جناب حضرت سراج العارفین بھی تشریف لے گئے جس وقت لوگوں کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی بے کرشن کہ کرسب کے سب آپ کے قدموں پر گرے اور کہنے لگے کہ گویاں آپ نے کھانا تکلیف کی آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی جہاں دعوت ہوئی ہے میری بھی دعوت ہے سب کے سب آپ کے ساتھ ہوئے پہلے حضور نے کھانا نوش فرمایا بعد اس کے کل آدمیوں نے کھانا کھایا اور کسی کو مجال گفتگو باقی نہ رہی۔ کل محوجرت ہو گئے اور آپ کی محبت ان لوگوں کے دلوں میں جگہ کر گئی۔ بے تکلف اس کے بعد لوگوں نے کھانا کھایا اور خوشی خوشی برات رخصت ہوئی۔ نقل ہے کہ ایک دن جناب حضرت تاج الاولیاء سیر و سیاحت فرماتے مقام گنج مراد آباد رونق افروز ہوئے۔ جناب مولانا نافل الرحمن کہ وہ بھی کامیں زمانہ سے ہیں اور عالم باعمل ہیں۔ جناب حضور ان کی ملاقات کو تشریف لے گئے جس وقت مولانا سے ملاقات ہوئی مولانا نے کمال غلوث شریعت سے بے خوف و خطر یہ فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ اس شخص کو جو تعمید انہما زترک کرے حالانکہ حدیث میں ہے من ترك اصلوۃ تعمیداً فقد کفر و ذین قبیل بہت سی احادیث اور آیتیں مولانا نے پڑھیں اور غایت تعصباً مذہبی سے جب تہذیب سے گذر گئے بہت سی باتیں ناشائستہ آپ کی شان میں کہہ گئے آپ نے مولانا کی

باتوں کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہاتھ پکڑ کر ایک کوٹھری میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد
 جو دونوں بزرگ باہر لکھے تو مولانا زار زار روتے ہوئے باہر آئے پھر آپ نے رخصت
 چاہی اور دوسری جگہ حسب معمول سیر و سیاحت کو تشریف لے گئے اب مولانا کے مریدوں
 نے پوچھنا شروع کیا کہ یا حضرت آخر ما جرا کیا تھا چنانچہ مولوی محمد عمر بلند شہری جو مولانا کے
 ممتاز مریدوں میں ہیں انہوں نے باصرار تمام عرض کیا کہ ما جرا کیا ہے مولانا نے فرمایا کہ کیا
 کہوں جناب حضرت امام الاولیاء پنے ساتھ مجھے کعبہ لے گئے اور وہاں نماز پڑھائی اور جو
 میری منزل تھی وہ مجھے دکھادی اور جو کچھ نیکی بدی ہم نے کسی تھرے سے بھی دکھادیا سو خبردار کوئی
 شخص خلاف شان حضرت کے نہ کہے ورنہ اس کی عاقبت بخیر نہ ہوگی۔ مولف اس جلسہ میں
 حاضر تھا۔ جس وقت عظیم آباد میں قلعے پر جناب شاہ نور اللہ صاحب خلیفہ سلیمان چشتی علیہ
 الرحمۃ و جناب شاہ فضل اللہ صاحب خلیفہ آخوند صاحب سوات بنیری رحمۃ اللہ علیہ الرحمۃ کی
 ملاقات کو سید شرف الدین صاحب بیر سڑ و نشی منظور احمدی اور بھی دو تین بزرگ تشریف
 لے گئے تھے اور مولوی ابوالنصر محمد عمر صاحب بلند شہری بھی بکسب اتفاق تشریف لائے تھے
 اس وقت سکھوں کے سامنے کسی جھت پر نور اللہ صاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ ہاں
 مولوی صاحب اس سرگذشت کو فرمائیے جو مولانا اور حضرت امام الاولیاء سے ہوئی تھی مولوی
 صاحب نے بے کم و کاست ارشاد فرمایا اس جلسہ کی کیا کیفیت لکھوں کہ حاضرین بزم کا کیا
 عالم تھا اس پر یہ طرہ کہ نور اللہ شاہ لحن میں اس کو گارہے تھے ہو ہذا۔ وارث علی وارث علی
 کھولدے دل کی کلی وارث علی وارث علی۔ کیا کہوں کہ اس کے گانے سے کیا قیامت ہو رہی
 تھی۔ نقل ہے کہ دوسری دفعہ پھر جو مولانا فضل الرحمن صاحب اور جناب حضرت امام
 الاولیاء سے ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے مولوی صاحب بھی مولانا کے ساتھ تھے۔ ایسی

کیفیت دونوں صاحبوں پر طاری ہوئی کہ نماز مغرب قضا ہو گئی۔ جب مولانا کو خیال آیا تو آپ نے ہنگامہ فرمایا کہ اس کا گناہ میرے ذمہ قضا پڑھ لجھئے گا۔ مولانا روتے ہوئے رخصت ہوئے۔ نقل ہے کہ جب آپ دوسری دفعہ بیت اللہ تشریف لے گئے تو آپ کو بیت المقدس جانے کا اتفاق ہوا وہاں سے امام الاولیا بمعیت مولوی عارف علی جونپوری سیرہ سیاحت فرماتے ملک روں پہنچے وہاں بھی اکثر آدمی دولت بیعت سے مشرف ہوئے حاکم روں کی لڑکی آپ کے جمال باکمال کو دیکھ کر بیہوش ہو گئی اور آخر وہ بھی مرید ہوئی اور بوجب ارشاد عالی موضع محمد یہ میں جہاں الہ اسلام رہتے تھے جا کر بیٹھ گئی اور طاعت رب العزت میں مشغول ہوئی۔ سبحان بحمدہ۔ نقل ہے کہ تیسرا مرتبہ جب آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے چلے تو مولوی احمد اللہ صاحب بھی آپ کے ساتھ ہوئے آپ پیادہ پا سیرہ سیاحت کرتے لاہور پہنچے صح کے وقت اس مسجد میں جہاں فرود تھے مولوی صاحب نے اذان کہی پس اذان سنتے ہی لوگوں نے مسجد کا محاصرہ کر لیا اور راجہ رنجیت سنگھ کو اس کی خبر دی گئی وہ بھی ہاتھی پرسوار ہو کر آئے۔ نائبون نے حکم دیا کہ سب کو گرفتار کر لو پس اتنا حکم کرنا تھا کہ حضرت مخدوم الاولیا نے چشم گرم سے راجہ کی طرف دیکھا۔ اس طرح کی بیت اس پر طاری ہوئی جس کا جواب نہیں۔ عرض کرنے لگا کہ ہرگز کوئی گزندان مسلمانوں کو نہ پہنچے گی آپ قصور معاف فرمائیں۔ غرض آپ مع ہمراہیاں بیت اللہ تشریف تشریف لے گئے۔ اس وقت تک لاہور میں آپ کے نام کی دوہائی پڑتی ہے اور یہ رسم اذان کی اسی دن سے وہاں مسلمانوں میں جاری ہے اب کسی قسم کی مخاصمت ہنود کو مسلمانوں کے ساتھ لاہور میں نہیں ہے۔ نقل ہے کہ آپ کعبہ کے اندر ایک دن حالت ذوق شوق میں غزل لحن کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ ایک عربی آیا اور اس نے کہا کہ یہ کیسی بے ادبی ہے کہ حرم محترم میں تم

کرتے ہو اور خدا کے گھر میں گاتے ہو آپ نے فرمایا کہ تم حج کہتے ہو مگر میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ کوئی ایسی جگہ بتاؤ کہ جہاں خدا نہ ہو۔ اب وہیں جا کر گاؤں جس وقت آپ نے نقل فرمایا اس عربی کے ہوش جاتے رہے۔ تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور مجذوب ہو گیا۔ نقل ہے کہ ایام غدر میں باغیوں نے ایک موضع کو آ کر لوٹنا شروع کیا اس بستی میں آپ کے مریدان ذی دول رہتے تھے جس وقت آپ قریب اس موضع کے تشریف لے گئے غار مگروں نے آپس ہی میں تکوار چلانا شروع کر دی۔ اس قدر کشت و خون ہوا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ ناچار افران بلوہ پر دازوں نے آن کر آپ سے معدترت چاہی اور کہا کہ جہاں گوسیاں خود برا جیں وہاں کس کی مجال ہے کہ ایک تنکا کوئی کسی کا لے سکے آپ نہ کر فرمانے لگے کہ میں تو تماشا دیکھنے آیا تھا۔ آخر کار وہ لوگ لوٹ گئے برادر معظوم معروف شاہ ناقل ہیں کہ جس وقت میں حسب الحکم اس مکان میں جہاں عورات پر دہ نشین بند تھیں ان کی تسلی و نشفی کو گیا ہزاروں جسم بے سر مکان کے اندر رتپ رہے تھے اور خون کا ایک دریا بہا ہوا تھا۔ اہل مکان کی آبرونج گئی اور ناحق اندیشوں کا خون تباخ بیدر لغ ہوا چج ہے۔ اشعار

اولیاء اطفال حق اندای پر غائبی و حاضری بس با خبر

اولیاء را ہست قدرت ازالہ تیر جستہ باز آرندش زراہ

نقل ۳۰ ہے کہ دو عربی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ امسال آپ حج کو جب تشریف لے گئے تو زیارت نصیب ہوئی تھی اور یہ شخص جو ہمراہ ہے اسی زمانہ میں مرید بھی ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ جناب حضور بہت زمانے سے حج کو تشریف نہیں لے گئے ہیں۔ اس عربی نے کہا کہ واللہ امسال آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے آپ نے ہنسکر فرمایا کہ کوئی دوسرا آدمی ہو گا۔ یہ فرمائی ان دونوں کو رخصت کیا وہ لوگ نہایت ہی مسرو رہا، ملک عرب ہوئے۔

نہیں ہے کہ ایک طالب کسی ملک سے آیا جس کے پاس اس مضمون کا خط تھا جو ہذا جناب
حضرت صدیق اولیا بخش سید نادر شاہ صاحب حامل ہذا بذریعہ عرضی حاضر خدمت
ہوتا ہے والسالم اس خط کو ملاحظہ فرمائے اس کا کہ اچھا جاؤ اگر محبت ہے تو لا کھ ہزار
کوں بھی نزدیک ہے۔ واللہ اعلم اس میں کیا رمز تھا جو صاحب تشریف لائے تھے انہوں نے
ای قدر کہا کہ ایک قطب الوقت کا یہ خط تھا کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ شعر

میانِ عاشق و معشوقِ رمزیت کراما کاتبین راہم خبر نیست

ج ہے اسرار خداوندی سے کسی کی مجال ہے کہ واقف ہو جب تک اس کی رحمت کاملہ شامل
مال نہ ہو۔ نقل ۳۲ ہے کہ ایک دن آپ سیر و سیاحت فرماتے کسی جنگل میں ٹھہر گئے اور
اپنے خادموں کو سخت پریشانی ہوئی کہ اس جنگل میں تو کوئی چیز ملتی نہیں کہاں سے اس کا
سامان کیا جائے گا۔ بستی بھی کوئی اس جنگل کے قریب نہیں ہے کہ جہاں جا کر بندوبست ہو
مجور خادموں نے لکڑیاں توڑ کر کسی طرح آگ روشن کر کے ایک لوٹا جوان لوگوں کے ساتھ
تحا اس پر رکھ دیا تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا کہ شیر برنج پکاتے ہو کہ نہیں ان سکھوں نے
عرض کیا کہ جب حضور فرماتے ہیں تو پکاتے ہیں۔ آپ نہیں پڑے اور کچھ نہ فرمایا تھوڑی دیر
نہ ہوئی تھی کہ ایک عورت دودھ چاول۔ شکر لئے ہوئے حاضر ہوئی خادموں نے لے کر شیر
برنج تیار کیا بعد اس کے آپ نے فرمایا کہ کباب بھی بنالوت تو یہ لوگ سخت گھبرائے اور آپس
میں کہنے لگے کہ گوشت کا سامان کیونکر کیا جائے مگر جو صاحب ایقان تھے وہ کہنے لگے کہ
گھبرانے کی کوئی بات ہے دیکھو تو کہ شیر برنج کس سہولت سے تیار ہو گیا۔ اسی طرح اس
کباب کا بھی سامان ہو جائے گا آپس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آپ نے ایک خادم سے
فرمایا کہ جاؤ اس جنگل میں ایک تالاب ہے جس میں بہت سے آبی جانور ہیں دو (۲) چار

(۲) پکڑا اور چنانچہ ایک خادم ہو جب حکم عالی اس کی تلاش میں گیا اور تالاب پر پہنچ کر چار مرغایاں پکڑیں اور ذبح کر کے لیتا آیا پھر کتاب اور شیر برلن لوگوں نے خوب کھایا سچان اللہ بحمدہ۔ نقل ہے کہ جناب الاولیاءؐ پور تشریف رکھتے تھے اور بندہ عظیم آباد سے نظر حصول زیارت حاضر خدمت ہوا اور بھی چند آدمی عظیم آباد کے آپ کے مریدوں میں سے اس وقت حاضر خدمت تھے کہ ایک شخص نے ذکر کیا کہ ایک جوز اجنبی چکور کا آیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی پالے گا۔ حاضرین بزم میں سے ایک شخص نے کہا ہاں حضرت آپ نے فرمایا کہ جا کر پکڑا اور چنانچہ وہ صاحب جن کو اجازت ہوئی تھی گئے اور پکڑ لائے وہ چکور اپنی جگہ سے نہ اڑا آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ پہلے آگ کھاتا تھا اب نہیں کھاتا ہے۔ نقل ۳۴ ہے کہ ایک سانپ بلا ناغہ شب کو آپ کے بدن مبارک سے لپٹ کر شب بسر کرتا تھا ایک خادم نے یہ ماجرا دیکھا اس نے کہا کہ اس کو مارڈا النا چاہئے آپ نے اس سانپ کو پکڑ کر ایک خادم کو دیا کہ اس کو جنگل میں چھوڑ آؤ وہ بموجب ارشاد اس سانپ کو جنگل میں چھوڑ آیا۔ نقل ۳۵ ہے کہ ایک مرید آپ کا جس کو آپ نے تہ بند عنایت کی تھی ایک دن حاضر خدمت ہوا چلتے وقت آپ نے ایک تھان پکڑے کا اس کو دے دیا اور کچھ نہ فرمایا ایک ہفتہ بعد اس مرید نے انتقال کیا اور وہی پکڑا اس کے کفن میں کام آیا۔ جب سے عقیدت مندوں نے سمجھ لیا کہ جس فقیر کو آپ سے تھان ملے گا وہ مہمان ہفتہ دو ہفتے کا سمجھا جائے گا۔

چنانچہ ایک دوسرے صاحب کا یہی حال ہوا اس وقت برادر مسید علی رشید عظیم آبادی حاضر تھے آپ نے اس فقیر کو بھی ایک تھان پکڑے کا عطا کیا عقیدت مندوں نے سمجھا کہ اب زمانہ ان کے کوچ کا بھی قریب آگیا۔ سب کے سب اس درویش سے ملے اتفاقاً اس وقت ایک شخص مالیدہ لے کر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اسی فقیر پر چڑھا دو چنانچہ وہ مالیدہ اس کو

دے دیا گیا پھر وہ رخصت ہو کر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی انتقال کیا۔
 نقل ہے کہ گورکپور مولوی صدر حسین صاحب کے مکان پر جناب حضرت رونق افروز
 ہوئے لیکن مولوی صاحب بسبب شدید درد نقرس کے حاضر خدمت نہ ہو سکے جب بیقراری
 حد سے گزری تو مولوی صاحب نے کہا مجھے کسی طرح جناب کے حضور میں پہنچا دو غرضیکہ دو
 چار آدمیوں کی معاونت اور استعانت سے جناب مولوی صاحب کو ٹھٹھے پر جہاں جناب
 حضور تشریف رکھتے تھے آئے اور قدم بوس ہو کر زار زار رونے لگے اور یہ عرض کرنے لگے
 یہ میری خوش قسمتی کی بات ہے کہ جناب حضور میرے مکان پر تشریف لائیں اور میں اپنی
 بیماری کی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہو سکوں آپ نے فرمایا مولوی مولوی تم تو اچھے ہو یہ فرمانا
 تھا کہ وہ مولوی صاحب اچھے ہو گئے پھر تو پچاسوں بار کو ٹھٹھے پر آیا جایا کئے یہ واقعہ چشم دید
 برادر مولوی شرف الدین احمد بیر شریطیم آبادی کا ہے۔ نقل ۷۳ ہے کہ ایک طالب امتحانا
 کوئی چیز ہاتھ میں لیکر حاضر ہوا کہ اگر اس کو سمجھ جائیں تو میں مرید ہوں گا جس وقت وہ حاضر
 ہوا آپ نے فرمایا کہ فلاں چیز جو لئے ہو اُسے دے دو آئندہ تمہیں اختیار ہے مرید ہو کہ نہ
 ہو فقیروں سے دل گلی اچھی نہیں پس یہ فرمانا تھا کہ وہ طالب قدموں پر گراروں نے لگا آخروہ
 مرید ہوا جل شانہ کیا خوش قسمت آدمی تھا۔ نقل ۳۸ ہے کہ آپ کو سفر میں بخار کا ہرنج ہو گیا
 آپ اُسی شدت میں ریل پر سوار ہوئے کہ ناگاہ ایک پولیس والے نے دیکھا تو حسب
 ہدایت قانون حفظان صحبت آپ کو اُس نے کہا کہ آپ اتر جائیں آپ بیمار ہیں آپ نے
 ہنس کر فرمایا کہ ہم بیمار نہیں ہیں تو بیمار ہے یہ آپ کافر مانا تھا کہ بخار کی کل کیفیتیں جاتی رہیں
 آپ نے خادموں سے فرمایا کہ دیکھو اب تو ہم بیمار نہیں ہیں اب اُس پولیس والے کا حال
 سنئے کہ ابھی اندر گاڑی سے پلیٹ فارم پر بھی نہ آیا تھا کہ دوسرے مسافر سے کسی بات پر

لڑائی شروع ہو گئی اور اس طرح دونوں میں روٹی دال بھی کہ خدا تیری پناہ وہ سپاہی زمین پر
گرا ناک وغیرہ اُس کی ثوث گئی مسافر پکار پکار کر کہنے لگے کہ یہ بڑا چور ہے میری گھڑی
اٹھائے جاتا تھا لوگ جمع ہو گئے اشیش ماشر نے اُس پر مقدمہ قائم کر کے فوراً ہی اُس کو
مجسٹریٹ میں روانہ کیا آپ نے خادموں سے ہنس کر فرمایا کہ چلو کام ہو گیا اتنے میں گاڑی
گھل گئی چج ہے بزرگان دین سے بے ادبی نہیں کرنا چاہئے ورنہ انسان سخت آفت میں
گرفتار ہو جاتا ہے۔ شعر

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم مانداز فضل رب
نقل ۳۹ ہے کہ آپ نے تھوڑے دنوں تک دودھ اور سوہا گہ کھانا فرمایا تھا اور یہ خدمت
بھائی کرم احمد صاحب کو جن کا لقب معروف شاہ ہے دی گئی تھی مదوح الیہ حسب دستور صبح و
شام دودھ اور سوہا گہ لیکر حاضر خدمت ہوا کرتے ایک شب کا واقعہ ہے کہ حسب معمول
دودھ لئے جاتے تھے کہ صدد دروازہ پر جس مکان میں آپ تشریف رکھتے تھے ایک پلہ کتے
کا دیکھا جب اُس کے پاس گئے تو وہ کتا اتنا بڑا ہو گیا کہ دونوں اگلے پاؤں اُس نے اوپر کی
چوکھت پر رکھے اور پچھلے دونوں پاؤں نیچے کی چوکھت پر رکھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا یہ کیفیت
دیکھ کر مدوح الیہ نہایت پریشان ہوئے اندر مکان سے آپ نے فرمایا کہ چلے آؤ ڈرو نہیں
پھر تو موصوف الیہ نڈر اُس کے بدن کو رکھتے اندر مکان میں چلے گئے پھر یہ کتا بھی معمولی
قد کا چھوٹا ہو گیا اور موصوف الیہ کے پیچھے پیچھے چلا جب موصوف الیہ جناب حضور میں حاضر
ہوئے عرض کیا کہ آج تک ہم نے ایسا واقعہ نہیں دیکھا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ کتا کہاں
ہے موصوف الیہ نے عرض کیا کہ یہ کیا بیٹھا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ ہائٹی جس میں
شیرینی ہے لے آؤ جب شیرینی آئی تو آپ نے کتے کے سامنے رکھوادی کتا شیرینی ہائٹی

سے نکال نکال ہاتھوں سے کھاتا تھا یہ کیفیت دیکھ کر اور بھی معروف شاہ گھبرائے حضرت نے فرمایا کہ تمہارے مکان میں رہتا ہے اس کے کھانے کی تم کچھ خبر نہیں لیتے ہو کئی مرتبہ اس نے حاضر ہو کر شکایت کی ہے اب سے اس کا خیال ضرور رکھنا چنانچہ اس وقت تک اُس حکم کی تعیل ہوا کرتی ہے آپ کے ہزاروں جن مرید ہیں بعض بعض جن بھائیوں سے لوگوں کی ملاقات بھی ہے۔ نقل ۲۰ ہے کہ ایک بزرگ پاک پتن سے بنظر حصول ملازمت حاضر خدمت ہوئے خداموں نے اُن سے کہا کہ اس وقت موقع قدم بوسی کا نہیں ہے ابھی آپ نہ ہیں لیکن انہیں کب صبر تھا بے چین ہو کر کہتے کہ بھائی کوئی جا کر اطلاع کر دے اتنے میں جناب حضور سے طلبی ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اور قدم بوس ہو کر علیحدہ خاموش بیٹھے آپ نے فرمایا کہ بیاض لے آؤ خداموں نے بیاض حاضر کیا آپ نے اُس بیاض سے دو چار شعر پڑھ کر سنائے گوہ رونے لگے اور کہنے لگے آج بتیں برس بعد یہ نعمت طی ہے عالم رویا میں یہ آواز سنی تھی آج اُس خواب کی تصدیق ہوئی آپ نے فرمایا۔ شعر

ندارم ذوقِ رندی و خیال پا کدما نی مرادِ یوانہ خود کن بہر رنگیکہ میدانی
پن کر موصوف الیہ بیکف ہوئے پھر آپ نے اُن کو خصت کیا اور فرمایا کہ اگر محبت ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں تم مجھے یاد رکھو گے تو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ نقل ۲۱ ہے کہ ایک جگہ سیر دیافت فرماتے آپ رونق افروز ہوئے صاحب خانہ کے یہاں ایک مولوی صاحب مخفی متصرف نہ کرتے۔ آپ کی مخالفت میں لوگوں سے تقریر کیا کرتے اتفاقاً جناب حضور دہاں سے دوسرے معتقد کے یہاں تشریف لیجانے لگے اُس وقت بہت سے آدمی آپ کے ساتھ تھے مولوی صاحب بھی بنظر تماشا در پچ سے سر باہر نکال کر دیکھنے لگے تاگاہ آپ کی غفر مولوی صاحب پر جا پڑی نظر پڑتے ہی مولوی صاحب جامہ سے باہر ہو گئے غایت

جوش میں آ کر کپڑے پھاڑ دالے اور قدموں پر آ کر گئے اور آخر مرید ہو گئے اور ترک دیا
 کر بیٹھے بجان اللہ تعالیٰ ہو علیم الاجر والانہی و ہو علی کل شئی قدر ۔ نقل ۲۲ ہے کہ جناب امام
 الاولیا کہ ایک دن چند رگڑھ میں غسل فرمائے تھے کہ یکا کیک درمیان غسل کے آپ نے
 فرمایا کہ جلدی پانی لاو اس عجلت میں آپ نے دو تین گھنٹے اپنے بدن مبارک پر اوٹیل
 دئے اور فوراً کوٹھے پر جہاں سے آترے ہوئے تھے چلے گئے اور دورازے کو ٹھری کے بند
 کر دئے تھوڑی دیر بعد صاحب خانہ کو طلب فرمایا وہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا کہ
 سرکپڑوں سے پونچھ دوجس وقت وہ سرکپڑوں سے پوچھنے لگے کہ ان کی نظر آپ کے
 شانوں پر جا پڑی دیکھا کہ دونوں شانوں میں دوسرا خیں جن سے خون جاری ہے روکر
 عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا ہے آپ نے شانوں پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ کیا ہوا اتنے میں وہ
 زخم غائب ہو گیا نہیں معلوم کہ ما جرا کیا تھا نقل ۲۳ ہے کہ ایک مرید آپ کے عبدالرزاق شاہ
 نامی کمال جوش میں آ کر افشارے راز کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ چپ رہو اس دن سے
 شاہ صاحب مرتبے دم تک چپ رہے ایک زمانہ تک باڑہ میں جناب بہادر علی خاں صاحب
 خان بہادر کے مکان میں مقیم رہے وہیں انہوں نے انتقال بھی کیا لوگوں کا بیان ہے کہ جب
 قریب وقت ان کے انتقال کا آگیا تو لوگوں کو اشارہ سے کہا کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو جب سب
 آدمی اٹھ آئے تو راہی ملک بقا ہوئے نقل ۲۴ ہے کہ ایک مرید آپ کا دور سے آپ کی
 ملازمت کو حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ اب تو میں یہاں سے نہ جاؤں گا مگر ہاں ایک شرط
 ہے کہ آپ ہر وقت میرے ساتھ رہیں آپ نے نہ کر فرمایا کہ اچھا جاؤ اب اس مرید کی
 تھوڑی دیر بعد یہ حالت ہوئی کہ کسی جگہ نہ ہر نہیں سکتا اور پکار پکار کر کہتا کہ حضرت امام الاولیا
 ساتھ ہیں میں کیونکر بیٹھوں اور کیونکر سوؤں حضور سامنے کھڑے ہیں آخر یہ عالم ہوا کہ

غیریب پیشاب پایخانہ سے مجبور ہو گیا جب اُس کی حالت رونی ہوئی تو لوگوں نے جا کر عرض کیا آپ نے متسم ہو کر فرمایا کہ اُس کو سامنے لے آؤ جب تک اُس کو سامنے لائے وہ ہوش میں ہو گیا پھر وہ رخصت کروایا گیا۔ نقل ۲۵ ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا امام الادلیا مجھے کچھ بتاویجھے کہ میں اُس کو پڑھا کروں آپ نے ایک چیز بتاوی تیرے دن وہ روتا ہوا حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے جب رخصت کر دیا گیا تو لوگوں نے پوچھا کہ بات کیا تھی اُس نے کہا مجھے حضرت نے ایک دعا بتائی تھی میں نے اُس کو پڑھنا شروع کیا وہ تین مرتبہ پڑھا ہو گا دیکھتا کیا ہوں کہ میرا دیاں بازو میرے جسم سے علیحدہ ہو گیا اور باسیں بازو کی بھی یہی کیفیت ہو چلی یہ دیکھ کر گھبرا لٹھا اور پڑھنا چھوڑ دیا پھر دوسری شب کو جو پڑھنا شروع کیا تو کوئی کیفیت نہ ہوئی آپ نے پانچ دفعہ پڑھنے کو فرمایا تھا میں نے اُس کو سیکڑوں دفعہ پڑھا مگر کچھ نہ ہوا آج حاضر ہوا تو آپ نے یوں فرمایا تھا جس کی جو قسمت میں ہوتا ہے اُس کا ویسا ہی سامان ہوتا ہے۔ نقل ۳۶ ہے کہ جناب حضور سیرو سیاحت فرماتے ایک بستی میں تشریف لے گئے اور ایک مرید کے مکان میں فرود ہوئے تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا کہ یہاں نہ رہوں گا وہ غیریب جس کے مکان میں آپ تشریف رکھتے تھے سخت پریشان ہوا پھر آپ نے فوراً دوسری جگہ جانے کا قصد فرمایا اُس بستی سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر جو بستی تھی وہاں تشریف لے چلے رستہ میں ایک باغ ملا وہاں جا کر آپ نے استراحت فرمائی اتنے میں ایک شخص قبیع المنظر حاضر خدمت ہوا خدا جانے کیا باتیں ہوئیں آپ نے فرمایا کہ لوٹ چلو پھر آپ اُسی شخص کے مکان پر تشریف لے گئے جس کے یہاں سے آپ تشریف لائے تھے اُس وقت مغرب کا وقت تھا تھوڑی دیر بعد آپ نے کھانا طلب کیا اور فرمایا کہ فلاں شخص جو اس بستی میں رہتا ہے اُس کو جلدی بلا لا وہ

لوگ دوڑے اور اس کو بلا کر لے آئے وہ بھی آپ کا مرید تھا آپ نے فرمایا کہ تو کھانا
ہمارے ساتھ کھا مگر جس وقت چراغِ گل ہو جائے فوراً کھانا چھوڑ دینا مختصر یہ کہ دو چار ہیں
لئے کے بعد چراغِ گل ہو گیا آپ نے فرمایا کہ اس کے جو شے کو کہیں مدفون کر دو اور اب
چراغِ روشن کر دو خادموں نے بہوجب ارشاد چراغِ روشن کیا اور اس کے جو شے کو مدفون
کرنے کے لئے لے چلے گاڑتے وقت لوگوں نے دیکھا تو بالکل پیالے میں خون تھا جب
مدفون کر کے آئے تو لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ ما جرا کیا تھا آپ نے متبسم ہو کر فرمایا
ع۔ رسیدہ بود بلاء و لے بخیر گذشت۔ پھر آپ دوسری جگہ تشریف لے گئے۔ نقل ۲۷ ہے
کہ ایک ولایتی مولوی صاحب آپ کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے اور اکثر مریدوں کو
آپ کے بہکایا کرتے ماشاء اللہ مولوی صاحب کا علم اچھا تھا اور تقریر بھی ایسی پاکیزہ تھی کہ
خواہ مخواہ ان کے دام تزویر میں لوگ آ جایا کرتے رفتہ رفتہ جناب حضور کو لوگوں نے آ کر کہا
کہ ایک ولایتی مولوی آپ کے خلاف شان باتیں کیا کرتے ہیں اور آپ کو بُرا بھلا کہتے
ہیں آپ متبسم ہو کر چپ رہے اتفاقاً آپ وہاں تشریف لے گئے جہاں جناب مولوی
صاحب تشریف رکھتے تھے جناب مولوی صاحب کے ساتھ دو چار مستعد طلباء بھی رہا کرتے
تھے احیاناً مولوی صاحب اُسی راستہ ہو کر گذرے جس جگہ جناب امام الاولیا تشریف رکھتے
تھے لوگوں نے کہا کہ حضرت وہی مولوی صاحب مع طلباء کے جارہے ہیں آپ نے سر اٹھا کر
دیکھ لیا دیکھنا تھا کہ مولوی صاحب کی حالت خراب ہوئی وہاں سے جیوں یتوں عمامہ اور جب
سنہجائے تشریف لائے مگر جب جناب حضور کے قریب آئے تو فرط اشتباق اور جوش میں
پگڑی سر سے اتار آپ کے قدموں پر گرے اور فوراً توبہ کی اور مرید ہو گئے بعد ازاں طلباء
نے کہا کہ اب چلنے جو ہونا تھا سو ہوا اب کس خیال میں بیٹھے ہیں مولوی صاحب نے کہا

کہ باہتم لوگ گھر جاؤ کہہ دینا کہ ایک ہندی نے مارڈالا وہ لوگ تو ماہیں لوٹ گئے اور
 مولوی صاحب نے اپنے کل کپڑے پر زمے کر ڈالے آپ نے ان کو تہ بند عنايت
 کیا اور ولایتی شاہ نام رکھا ایک زمانہ تک ان کو سیر و سیاحت کا حکم ہوا بعد اس کے دہلی میں
 رہنے کی اجازت ہوئی ولایتی شاہ کی کیفیت تھی کہ جب وجد ان کو ہوتا تو ہفتہ ہفتہ دن تک
 ہوش میں نہیں رہتے اب ان کی کیفیت معلوم نہیں کہ کہاں ہیں جب حضرت سے لوگ
 پوچھتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں کہ کہیں ہوں گے اس طرح کی بہتیری نقلیں ہیں جنکا شمار نہیں
 ہے آج بھی جن بی بی نامی کر کے ایک عورت دیوی میں آپ کے حضرت والد ماجد علیہ
 الرحمۃ کے مزار پر بیٹھی ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے جب سے آپ نے فرمایا کہ جن اب
 بیٹھ جاؤ اس وقت تک پھروہاں سے نہ اٹھیں حالانکہ ان کے ہاتھ پاؤں سب صحیح ہیں مولف
 ہذا کو ان سے نیاز ہے میں نے پوچھا تھا کہ بی جن کیوں اٹھتی نہیں ہو کہنے لگیں کہ میان
 کیونکر انہوں لاکھوں من کا بوجھ ہے جس سے انہیں سکتی متوكل علی اللہ بیٹھی ہوں جناب
 مستقیم شاہ کا اتنا زمانہ نہیں گزرا ہے کہ ایک شریف خاندان کی لڑکی تھیں آپ کی عنایت سے
 اس رتبہ کو پہنچیں کہ ان کی قبر پر چادریں چڑھتی ہیں آپ کی عاشق تھیں شادی بیاہ کچھ نہیں کیا
 کم سنی میں تہنید پوش ہوئیں اور ساری عمر متوكل علی اللہ بیٹھی عبادت میں مشغول رہیں لیکن
 پانچ چھ برس کا زمانہ ہوا کہ انہوں نے انتقال فرمایا ان کی قبر فتح پور میں ہے احمد شاہ جس کا
 پہلا نام واحد علی خان تھا یہ ہادی علی خان صاحب رئیس درجنگ کے صاحبزادے ہیں اللہ ان
 کو زندہ رکھے آپ نے بھی ترک دنیا کیا جناب امام الاولیاء نے ان کو بھی تہنید عنایت فرمایا
 ہے قابل ملاقات آدمی ہیں معروف شاہ جن کا پہلا نام سید کرم احمد تھا اُسی قصبه دیوی کے
 رہنے والے ہیں اور وہاں کے رئیسوں میں ہیں جناب حضرت امام الاولیاء کی عنایت سے

انہوں نے بھی ترک دنیا کیا حضرت نے ان کو بھی تہ بند عطا کیا ہے کیا ذمی اخلاق اور اہل ہمت شخص ہیں کہ سبحان اللہ خداوند کریم نے ہر طرح کی لیاقت اور قابلیت سنجشی ہے مولف سے کمال الفت رکھتے ہیں ابتداء ایام طفویل سے آج تک جناب معروف شاہ گویا حضرت ہی کی خدمت میں رہے اُن کی کیفیت قابل دید ہے مولف کتاب ہذا اُسی سر کار وال ارتibe کا بندہ ہے۔ جس کا لقب حاجی الحرمین حضرت وارث علی شاہ امام الاولیا ہے پہلا نام میرا حکیم سید مبارک حسین تھا جب سے کہ حضرت امام الاولیا نے تہبند عنایت فرمایا ہے سید عبدالود شاہ کے نام سے پکارا جاتا ہوں مکان ہمارا موضع شاہ ہو بیکھر ضلع گیا میں ہے۔ ۱۲ شوال سنہ ۱۳۰۰ھجری میں جبکہ میری غالباً ۳۲ برس کی عمر ہو گئی مجھے تہبند عطا ہوا۔ مجھے بیعت مولانا سید فخر الدین احمد المعروف بحکیم بادشاہ نقشبندی اللہ آبادی علیہ الرحمۃ سے تھی میں جب بنظر تحصیل و تکمیل فن طبابت اللہ آباد گیا تھا انھیں دنوں میری تعلیم بطریقہ نقشبندیہ ہوئی تھی میں نے طبابت بھی جناب مولانا علیہ الرحمۃ ہی سے پڑی تھی جب تک مولانا زندہ رہے برابر خدمت میں حاضر رہا کیا جب مولانا علیہ الرحمۃ نے انتقال فرمایا تو نامساعدت روزگار سے بنظر اجراء مطلب پٹنہ رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا خلاف مذاق آدمیوں کی صحبت نے مجھے بیکار کر دیا چندے اپنے معمولات سے دور ہو گیا ایسے زمانہ میں جناب حضرت امام الاولیا عظیم آباد تشریف لائے اور مولوی سید فضل امام خاں بہادر کے مکان پر فرود ہوئے ساکنان موضع نورہ آپ کے بڑے معتقد ہیں اور اکثر کوآپ سے بیعت ہے چنانچہ مولوی سید شرف الدین بیرسٹ اور مولوی عبد الحمید صاحب وکیل اور مولوی نصیر الدین ڈپنی محسٹریٹ ونسٹی محمد اسمعیل صاحب آپ ہی کے مرید ہیں چونکہ ان لوگوں سے مَوْلَف کی عزیز داری ہے لوگ مجوز ہو کر وہاں لے گئے جہاں جناب امام الاولیا تشریف رکھتے تھے

جس وقت قدموں کو حاضر ہوا جناب حکیم یعقوب صاحب خیر آبادی نے جو ہم لوگوں کے دوستوں میں ہیں یوں عرض کیا کہ حکیم سید مبارک حسین صاحب جو حاضر خدمت ہیں بڑے سیاح ہیں بغداد وغیرہ تمام سیر کر آئے ہیں حضور نے مجھے بھی ممبئی کی کیفیت پوچھی اور بغداد شریف اور کربلاعے معلمانی اور نجف اشرف کا حال دریافت فرمایا جہاں تک میرا علم تھا عرض کیا پھر آپ نے رخصت کیا رخصت کرتے وقت غایت محبت سے پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ حکیم جی جس طرح سونف اور کاسنی یاد رکھتے ہو مجھے بھی یاد رکھنا میں بھی تمھیں یاد رکھوں گا بالآخر جناب حضور پوچھم تشریف لے گئے اور میں بدستور اپنے معمولات سے دور اسی مطب کے پیچھے تین برس پڑا رہا اسی درمیان میں مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا کہ عزیزان ہمارے ان دونوں وہاں رہتے تھے ایک عزیز نے مجھے کہا کہ بھئی یہاں ایک درویش رہتے ہیں ان سے ضرور ملیے چونکہ میرے وہ ہم مذاق تھے میں سمجھ گیا اور ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا۔ گرنبودے ذات حق اندر وجود۔ آب و گل را کے ملک کر دے بھود۔ پھر مجھ سے پوچھا آخر میں نے عرض کیا۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا۔ پھر ان سے مذاق کی باتیں ہوا کیں رخصت ہوتے وقت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم نے بہت دیر کی پھر مل کے جانا رات کو جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا اپنے بھائیوں کے ساتھ کھانا کھا کر سورہ خواب میں دیکھا کیا ہوں کہ وہی شاہ صاحب مجھے جگا رہے ہیں خواب سے جو میں چونکا تو دیکھا کہ شاہ صاحب موجود ہیں محض خواب و خیال سمجھ کر سورہ پھر بدستور موصوف الیہ کو جگاتے دیکھا اسی طرح تین مرتبہ یہ کیفیت ہوئی صحیح ایک دوست کو لیکر جناب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھتے یہ فرمایا کہ رات کو خوب سوئے میں نے کہا مہماں نوازی خوب کی پھر جناب موصوف نے یہ کہہ کر رخصت فرمایا کہ تلاش کرو میں رخصت ہو کر

عظمیم آباد آیا جب سے وحشت دل کی زیادہ ہو گئی اکثر گھبرا گھبرا دریا کی طرف شب کو نکل
 جاتا اور کبھی اپنے ہم مذاق دوستوں کی خدمتوں میں جایا کرتا ایک دن بزرگان دین کا جواں
 زمانہ میں موجود نہیں ذکر آیا میں نے کہا کہ میرا قصد مصمم ہے کہ ان بزرگوں سے ملوں غرض
 دل میں یہ بات تھی ہی کہ اسی دن روانہ پھٹم ہوا مختصر یہ کہ بارہ بنکی اترا اور دیوبھی شریف پہنچا
 وہاں معلوم ہوا کہ حضرت امام الاولیا سہالی تشریف لے گئے ہیں اسی وقت وہاں گیا دیوبھی
 سے تین کوس پروہ بستی ہے غرض جس وقت قدموی کو حاضر ہوا آپ نے متبرسم ہو کر فرمایا کہ
 گئے اچھا جاؤ مزے کرو میں نے کچھ مطلب اس کہنے کا نہ سمجھا جہاں اور سب آدمی تھے وہاں
 آ کر بیٹھا یہاں جو جواہل ریاضت فقراء آپ کے تھے ان کی کیفیت دریافت کر کے اور بھی
 وحشت ہوئی پھر طلبی ہوئی میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا جاؤ جاؤ یہاں دوئی کا گزر نہیں تم تو
 مرید ہو چکے ہو جاؤ اسی کو کرو میں نے دل میں کہا کہ خیر یہاں اپنی قسمت کی بات ہے یہاں نہ
 سمجھی اور جگہ سہی مگر جو سوال مکنون خاطر ہے اس کا جب تک جواب نہ ملے گا نہ جاؤں گا پھر
 آپ نے طلب فرمایا اور دو تین باتوں کا جواب دیا اور فرمایا اچھا جاؤ ہفتہ عشرہ میں عظیم آباد
 آؤں گا تم سے ملوں گا با جملہ میں رخصت ہوا اور لکھنخو اور کانپور ہوتا ہوا اللہ آباد یہاں چند
 فقراء کا ملین سے جو مختلف اوضاع میں تھے ملاقات ہوئی بالاتفاق سب نے کہا کہ گھبرا
 نہیں پایہ استقلال سے نہ گذرنا غرض جناب مولانا سید فخر الدین صاحب علیہ الرحمۃ کے
 مکان پر آیا اور جناب مولوی مسیح الدین احمد صاحب سے جو جناب مولانا کے صاحبزادے
 ہیں ملاقات کی جناب موصوف کو مجھ سے دلی ربط ہے کمال درجہ کی عنایت فرماتے ہیں میں
 نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ جب سے مولانا علیہ الرحمۃ نے انقال فرمایا کیا کہوں کہ
 میری کیا حالت ہوئی اب دشگیری آپ کیجیے بعض آدمیوں کی رائے ہوئی کہ مولوی فضل

الْمَنْ صَاحِبُ مَرَادَ آبَادِيَّ كَيْ بِهَا رَجُوعٌ كَرُولِيْكَنْ جَنَابُ مَوْلَوِيَّ مُتَّقُ صَاحِبُ نَفْرَمَايَا
 كَهْ كِيَا تَمْ پَنْظِرْ جَنَابُ اَمَامُ الْاَوْلَى يَا حَضْرَتُ سَيِّدُ وَارَثُ عَلِيِّ شَاهِ صَاحِبُ كَيْ تُونَهِيْسِ پُزِيِّ مِيْنَ نَعْرَضُ كَيَا كَهْ دِيْهِنْ سَے ہوتا ہوا حاضر ہوتا ہوں مَوْلَوِيَّ صَاحِبُ نَفْرَمَايَا كَهْ اَبَ اَسَ زَمَانَهِ مِنْ
 كَوْنَ اَنَّ كَهْ بَرَابَرَ ہے بَهْتَ مَنَاسِبُ جَهَانَ حَصَهْ تَمَهَارَا ہو کَوْشُشُ كَرُولِيْكَنْ رُوزَرَهْ كَرُولِيْكَنْ
 عَظِيمُ آبَادَ چَلَا آيَا بَعْدَ هَفْتَةِ عَشَرَهِ كَهْ جَنَابُ اَمَامُ الْاَوْلَى عَظِيمُ آبَادَ تَشْرِيفُ لَائَے مِنْ حَاضِرِ
 خَدْمَتُ ہوا فَرَمَايَا كَهْ جَاؤَ اَبَ جَبُ مِنْ جَاؤَنْ تَوْ آپُ بَرَابِرِ یَہِ فَرَمَايِئُنْ كَهْ جَاؤَ آخَرِ اَيْكَ
 سَاتِي نَامَهُ لَكَهْ كَرِپِيشُ کَيَا آپُ نَفْخُوشُ ہو کَرْ فَرَمَايَا كَهْ تَوازِلِيَّ شَاعِرُ ہے پَھرَآ آپُ نَفْرَمَايَا كَهْ
 اَيْكَ ہو لَیْکَلَالا چَنَانِچَہِ مِنْ نَهْ ہو لَیْ عَرَضُ کَیِ آپُ نَفْخُوشُ ہو کَرْ فَرَمَايَا كَهْ حَكِيمُ جَیِ ہو لَیْ بازِمُ
 مِنْ نَعْرَضُ کَيَا بِسْمِ اللَّهِ غَرَضُ كَهْ تَمَنَ رُوزَرَهْ كَرَ آپُ سِیْوانَ تَشْرِيفُ لَيْ گَئَے مِنْ بَھِی سَاتِهِ
 ہوا جَسْ وَقْتُ اَسْتِیْشِنْ سِیْوانَ پَرْ آيَادِلَ کَیِ اُورَهِیِّ کَيْفِیْتُ ہو گَئِیِّ کَيَا کَھُوں کَهْ اَسْ وَقْتُ کَيَا عَنَایَتُ
 او رَحْمَتُ مجَھُ پَرْ ہو لَیْ دِیْکَھا سُودِیْکَھا سُونَا اَسْ وَقْتُ سَے دَلِ مِنْ اَيْکَ فَرِیْشَتَگَلِیِّ کَیِ کَيْفِیْتُ
 پَیدَا ہو لَیْ پَھرَآ آپُ گُورَکَھُورَتَشْرِيفُ لَيْ جَانَے لَگَے جَوْ جَوَادِیِّ سَاتِهِ سِیْوانَ تَکَ آتَے تَھَے
 رَحْصَتُ كَرَدَنَے گَئَے مَوْلَوِيَّ سِیدُ شَرِيفُ الدِّینِ صَاحِبُ بِيرَسْتَهُ اُورَ دَوَائِیَّ آدِمِیَّ آپُ کَهْ
 سَاتِهِ گُورَکَھُورَ گَئَے مِنْ بَھِی سَاتِهِ ہوا غَرَضُ گُورَکَھُورَ مِنْ شَبَّ كَهْ وَقْتُ دَوَسَرِیِّ کَيْفِیْتُ گَزِرِیِّ
 اَسَ کَيَا لَکَھُوں جَلِ جَلَالَهِ وَعَمْ نَوَالَهِ اَبَ گُورَکَھُورَ سَے هَمْ لَوْگُ رَحْصَتُ كَرَدَنَے گَئَے اُورَ جَنَابُ
 حَضْرَتُ تَشْرِيفُ لَيْ گَئَے رَحْصَتُ ہوتَے وَقْتُ آپُ نَفْجَھَ فَرَمَايَا كَهْ اَيْکَ مَشْنُویَّ لَکَھَنَا چَنَانِچَہِ
 وَهْ مَشْنُویَّ لَكَهْ كَرَ دَوَتِیَّنَ مَهِینَے بَعْدَ حَاضِرِ خَدْمَتُ ہوا اَبَ کَیِ فَتْحُ پُورِ مِنْ مَلَازِمَتُ ہو لَیْ آپُ بَهْتَ
 خَوْشُ ہو نَے اُورَ فَرَمَايَا كَهْ اَيْکَ شَجَرَهِ عَرَبِیِّ مِنْ لَكَھَلَا جَسْ كَا وزَنَ قَصِيدَهِ غُوشِیَّهَ کَهْ ہوا آپُ کَیِ بَرَكَتُ
 سَے وَهْ خَدْمَتُ بَھِی بَجَالَا يَادِيَوِیِّ پَہْنَچُ كَرَ رَحْصَتُ كَرَدَيَا گَيَا اَسَ دَفَعَهُ کَوَنِیِّ نَمَیِّ بَاتُ نَہِیں ہو لَیْ جَبُ

میں عظیم آبادو اپس آیا تو دل کو مکال انتشار رہنے لگا۔ آخر دوسری مثنوی فارسی میں مولا ناروم
 علیہ الرحمتہ کے طرز پر لکھنے کا اتفاق ہوا اس میں جو کچھ لکھا ہے اپنا واقعہ ہے غرض ایک شب
 کا ذکر ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے زرد رنگ کا کفن پہناتے ہیں میں نے ان
 لوگوں سے خواب میں کہا کہ کیا ماجرا ہے کہ مجھے زندگانی میں کیوں پہناتے ہواں اشناہ میں
 کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی جنازہ لئے جا رہے ہیں میں نے پوچھا کس کا جنازہ ہے
 یہاں پر مجھے یاد نہیں آتا کہ لوگوں نے اس خواب میں کیا جواب دیا مگر اتنا کہ سکتا ہوں کہ
 آواز آئی پانی لاو پانی لاو میں جلدی سے پانی لے کر حاضر ہوا دیکھتا ہوں تو اپنا ہی جنازہ ہے
 یہ خواب دیکھ کر نہایت تشویش ہوئی جب مثنوی فارسی ختم ہوئی تو پھر حاضر خدمت ہوا آپ کی
 دیوی میں ملازمت نصیب ہوئی آپ مثنوی ملا خطہ فرمائ کر بہت خوش ہوئے اتفاقاً اس شجرہ
 عربیہ کو جسے میں نے لکھا تھا آپ خود میرے سامنے پڑھنے لگے اس وقت دل قابو سے جاتا
 رہا اور مکال گریہ دزاری ہوئی آپ نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم تو حسینی ہو تمہارے دادا نے
 گردن دی تھی تو یہ نعمت پائی تھی تم سے کیا اغراض ہے یہ آپ کا فرمانا تھا کہ میں نے تہ بند کی
 تیاری کی اور ہمراہ جناب معروف شاہ اور بے نظیر شاہ و مولوی بشارت حسین کی تہ بند لے کر
 حاضر خدمت ہوا آپ نے اپنا ملبوسی تہ بند جو زرد رنگ کا تھا مجھے عنایت کیا اور فرمایا کہ لوہی
 کفن ہے پہن لو اسی وقت اس خواب کی تصدیق ہوئی میں نے تہ بند باندھا اور ترک لباس
 دنیا کیا جب آپ تہ بند عنایت کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا نام سید عبدالادشاہ رکھا جل
 شانہ بزرگوں کی بات کو کوئی کیا سمجھ سکتا ہے یہ سب ازلی معاملات ہیں ورنہ کہاں میں اور
 کہاں یہ نعمت آپ کی بندہ نوازی ہے حق ہے۔ شعر۔ بے عنایت حق و خسان حق؛ مگر ملک
 باشد سیاہ ہستش درق یار و مقام اس کا ہے کہ میرے حق میں دعا کرو کہ خدا اپنی محبت بنخے

اور بکر و بات دنیا سے بچائے۔ ابیات لمؤلفہ

اے تو مارا حاصل دنیا و دین چوں نامم بر درت یا لک جبین
 کس ندانستہ کہ آخر کیستی از چہ در بحر مکدر استی
 مر جا خوش کردہ بر زخ نقاب عالم را کردہ زین رو خراب
 تا کجا از من جواب اے ذوالعنی یک نفس از تن بردن خیمه زن
 حال دل از تو نہ فتن الہی است کہ ترا از جملہ عالم آگھی است
 بر تو مخفی نیست را ز جان و دل گشتم از گفتار ایدون من فعل
 شرم آید دزم هجراءز حیات از چہ ماندم در جهاد بے ثبات
 ہچو گولی گوز چوگان او فقاد می دوم ہر سو پریشان نامراد
 رحم کن ای آنکہ نامت حر ز جانست صیقلے بھر دل و دیدہ زبانست
 فضیحت شاہ صاحب آپ کا پہلا نام غشی ظہور علی قادری صد لقی تھا آپ موضع بازید پور پر گزنا
 نامے ضلع گیا صوبہ بہار کے رہنے والے ہیں لیاقت ظاہری اور معنوی سے معمور ہیں خدا
 نے ہر طرح کی قابلیت بخشی ہے آپ کو بیعت جناب حضرت شاہ مسافر صاحب علیہ الرحمۃ
 سے تھی آپ کو بھی جناب حضرت امام الاولیاء نے تھہ بند عنایت کیا اور فضیحت شاہ وارثی نام
 رکھا۔ ۱۴ شعبان ۹۳۰ھ بھری میں آپ نے ترک لباس کیا مولف ہذا سے کمال محبت رکھتے
 ہیں۔ بر باد شاہ پہلا نام آپ کا سید عبدالواحد تھا۔ آپ موضع چند بھاری ضلع مو نگیر کے رہنے
 والے ہیں آپ نے بھی ۱۵ شعبان ۹۳۰ھ بھری کو ترک لباس کیا جب حضرت امام الاولیاء
 نے آپ کو تھہ بند عنایت فرمایا تو آپ کا نام بر باد شاہ رکھا اب اسی نام سے پکارے جاتے
 ہیں مؤلف سے کمال درجہ کی محبت رکھتے ہیں۔ احمد علی شاہ ان کا مکان بڑے شیخ پورہ ضلع

مونگیر میں ہے پہلا نام ان کا جمال الدین تھا اب احمد علی شاہ کے نام سے مشہور ہیں ان کو بھی حضرت نے تہ بند عطا فرمایا ہے۔ مؤلف ان سے خوب واقف ہے آدمی محبت دار ہیں۔ نقل ۲۷ ہے کہ جن دنوں لکھنؤ میں نوابی تھی شیعوں کی سخت کثرت تھی اور یہ اکثر بے شدہ باتوں پر سنیوں سے جھگڑا کرتے تھے علی الخصوص ان کی مجلس میں اگر کوئی سُنی آ جاتا تو اُس کو بہت شک کرتے تھے ایک دن آپ شریک مجلس ہوئے جس وقت مرشیہ خواں نے آپ کو دیکھا ہیبت سے تھرا گیا اور فوراً منبر سے اتر آیا اور کہنے لگا کہ اب میری مجال نہیں کہ منبر پر بیٹھوں جناب حضرت امام الاولیا تشریف لائے چاہیے بہتر ہے کہ فاتحہ پڑھ کر ختم کرو اُس وقت اُس مجلس کی کیا کیفیت لکھوں کہ کیا صورت تھی سب کے سب منہ تکتے رہ گئے اور کسی سے کچھ بن نہ آئی پھر آپ جہاں فرود تھے تشریف لے گئے اللہ رے ہیبت رباني و دهشت سبحانی کس کی مجال تھی کہ آپ کے سامنے آتا۔ نقل ۲۸ ہے کہ ایک لڑکے کی آنکھ دکھنے آئی اور بسبب سوئے تدبیری کے اُس کی آنکھ خراب ہو گئی اُس کی ماں نے آپ کے قدموں پر لا کر رکھ دیا آپ نے فرمایا کہ یہ تو اچھا ہے یجاو چلتے وقت آپ کی خاک پا کو اُس عورت نے لے لیا برابر اُسی خاک کو لگایا کی اُس لڑکے کی آنکھ اچھی ہو گئی سبحان اللہ کیا شان رحیمی ہے شعر۔

رحمت حق بہانہ نبی جوید

نقل ۲۹ ہے کہ کہ آپ نے ایک تہ بند پوش فقیر کو حکم دیا کہ فلاں جنگل میں جا کر متوكلا علی اللہ بیٹھ جاؤ وہ بموجب ارشاد عالی جنگل میں رہنے لگا ایک مدت تک وہ بیٹھا رہا اتفاقاً کوئی آدمی اُس فقیر کو کرتہ دے گیا قضا کار اُس فقیر نے کرتہ کو پہن لیا پہننا شرط تھا کہ سڑی ہو گیا لوگ اس واقعہ سے خبر نہیں رکھتے تھے اور آپ دوسری جگہ سیر کو تشریف لے گئے تھے حاضرین بزم سے آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص جو جنگل میں رہا کرتا تھا اُس کو کسی نے دہتہ رہا

پلا دیا جب دیوئی آپ تشریف لائے تو حقیقت سہوں کو معلوم ہوئی۔ اللہمَ أَخْفِظْنَا مِنْ
 خَطُّوَاتِ النَّفْسِ وَالْهُوَ اوْتَبِتْ أَقْدَمَنَا عَلَى التَّسْلِيمِ وَالرَّضَاءِ۔ نقل ۵۰ ہے کہ
 تیری بار جب امام الاولیاء برائے خشکی عازم بیت اللہ ہوئے تو اثناء راہ کو ہستان میں ایسی جگہ
 آپ کا گذر ہوا جہاں ڈاکوؤں نے اپنی کمین گاہ بنارکھی تھی جو مسافر اس طرف سے جاتا اس
 کو لوٹ لیتے اور مار ڈالتے آپ سے کئی آدمیوں نے کہا کہ آپ ہرگز اس راہ سے تشریف
 نہ لیجا میں آپ نے فرمایا ما جرا کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ان ڈاکوؤں نے ایک
 شتر پالا ہے اور اس کی ایسی تعلیم کی ہے کہ جب کوئی مسافر اس راہ سے گذرتا ہے اس شتر کی
 ہمار کھول دیتے ہیں وہ شیر ٹیاں کی طرح اس مسافر پر آپڑتا ہے اور کھوپڑی مضبوط پکڑ کر
 کے ہلاک کر دیتا ہے آپ نے یہ سن کر فرمایا رب ضئیلا بقضاء اللہ بالجملہ آپ آگے تشریف لے
 چلے دور سے آپ نے دیکھا کہ آٹھوں آدمی ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہیں اور واقعی ایک شتر بھی
 ان لوگوں کے سامنے کھڑا ہے جس وقت ان ڈاکوؤں کی نظر آپ پر پڑی حسب معمول اس
 شتر کی ہمار کھول کر آپ کی طرف اشارہ کیا وہ شتر مست بر ق کی طرح آپ کی طرف آیا
 آپ زمین پر بیٹھ گئے اور بہت چاہک دستی سے چاقونکال کر جو آپ کے پاس رہتا تھا اس
 کی زبان کاٹ ڈالی شتر زمین پر آتا رہا ڈاکوؤں نے جو یہ واقعہ دیکھا تو بہت گھبرائے اور
 حاضر خدمت ہوئے جس نے آپ کے چہرہ انور کو دیکھا محو جمال با کمال ہوا بڑے ادب اور
 تعظیم سے ان اعرابیوں نے یہ عرض کیا کہ حضرت ہم لوگوں کو اپنا غلام بنائیے آپ نے بتسم
 ہو کر ان اعرابیوں کی اور ان کے سردار کی بیعت لی بعد اس کے آپ نے فرمایا کہ یہ کام نہ
 کرو خدا رزاق ہے اور ہی کچھ سامان کر دے گا اس کی رضا پر رہو پھر ان لوگوں سے رخصت
 ہو کر دوسری جگہ تشریف لے گئے اور ان لوگوں نے اس کام سے توبہ کی بسیان اللہ بحمدہ۔ نقل

51 ہے کہ ایک مرتبہ چند روز سائے معززین دیوی شریف کی مقدمہ فوجداری میں مانع ہو
گئے ان لوگوں کے عزیزوں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت فلاں شخص گرفتار ہو گئے
ہیں آپ نے فرمایا تو میں کیا کروں وہ لوگ مایوس روتے ہوئے اٹھے چلتے وقت آپ نے
فرمایا جاؤ۔ شعر

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ بادشاہ نظر داری
جل شانہ کیا رحمت اُس کی ہے کہ وہ سب جو گرفتار بلا تھے چھوٹ گئے۔ اسی طرح ایک دوسری
شخص بجم خفیہ فروشی افیون گرفتار ہوا وہ بھی زمرہ غلامان میں سے آپ کے تھا کسی طرح
بھاگ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدموں پر گرا اور رونے لگا آپ نے فرمایا کہ
بدمعاش کا کون سا تھدے وہ اور زار زار رونے لگا آپ نے متبسیم ہو کر فرمایا کہ جا پھر ایمان
کرنا چنانچہ وہ شخص حاضر عدالت ہوا اور اس بنا پر کہ عداوٹا مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔ بے داغ
چھوٹ گیا جل جلالہ کیا تاثیر بزرگوں کی زبان میں ہے۔ نقل ۵۲ ہے کہ جناب حضرت امام
الاولیا نواب گنج حافظ رمضان علی صاحب کے مکان میں رونق افروز ہوئے تذکرہ جناب
حافظ صاحب نے پوچھا کہ یا امام الاولیا جناب شاہ عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمۃ کی کرسی
کیونکر پکانکلا تھامیری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ہے اور مجھے اس کا یقین نہیں ہوتا آپ نے
حافظ صاحب سے فرمایا کہ اچھا میری کمر میں ایک چادر لپیٹ کر مضبوط باندھو اور گردے کر
دونوں گوشے چادر کے مضبوط پکڑو حسب ارشاد عالی حافظ جی نے چادر لپیٹ کر آپ کی کمر
میں مضبوط باندھا اور گردے کر کھینچا اُسی طرح آپ کی کرسی وہ چادر نکل آئی حافظ
صاحب قدم مبارک پر گر کر دری تک بے ہوش رہے جب آپ نے اٹھایا تو انہیں ہوش ہوا
جل شانہ کیا عظمت اور جلالت ہے۔ ھوقد رعلی ماتشاء۔ نقل ۵۳ ہے کہ جناب حضرت امام

اولاً یا ایک دن قصہ تھے پور تشریف یا جانے لگے تیاری جانے کی ہو رہی تھی کہ دائم علی شاہ مرحوم خادم قدیم کو آپ نے معروف شاہ کے پاس بھیجا کہ حضور میں طلبی ہے فوراً جناب معروف شاہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے یہ آیت و باہ بخضب من اللہ پڑھا اور فرمایا کہ اسی وقت دیوی کو چھوڑ دو ہی بنے کی وبا معہ لشکر داخل ہوا چاہتی ہے جب تک تم نہ جاؤ گے ہم نہ جائیں گے معروف شاہ ایک موضع میں جو دیوی سے تین کوس کے فاصلے پر ہے چلے گئے پھر آپ ان کے جانے کے بعد قصہ تھے پور تشریف لیئے دوسرے روز سے عارضہ و باقصہ دیوی میں پھیلا پندرہ روز تک بازار موت گرم رہا صد ہا آدمی مر گئے سولہویں دن جناب امام الاولیا سیر و سیاحت فرماتے دیوی تشریف لائے تو وہ بلا جاتی رہی پھر معروف شاہ اُس موضع سے حاضر خدمت ہوئے نقل ۵۲ ہے کہ ایک مرید آپ کا مقرر ہو گیا ظاہر کوئی صورت ادا کاری کی روپیہ کے نہ تھی وہ اس سبب سے بہت پریشان تھا کسی دم اس کو چین نہ آتا تھا کہ یا کیا ایک شخص آیا اس نے کہا کہ بھیا تم کو روپیہ کی ضرورت ہے اس نے اپنی ضرورت کو ظاہر کیا اس نے اتنے روپیے اس کو دے دیے چلتے وقت کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا پھر وہ مرید آپ کا حاضر خدمت ہوا تو آپ نے متنبہ ہو کر فرمایا اللہ ذوالفضل العظیم نقل ہے کہ باندے میں دو شخص تھے جو آپس میں غایت درجہ کی دوستی رکھتے تھے ان دونوں نے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم لوگ ایک ہی بزرگ کے مرید ہوں گے قضاۓ کار ایک ان میں سے دوسرے شہر کو چلا گیا اور ایک وہیں رہا اسی اثنا میں جناب امام الاولیا باندے رونق افروز ہوئے وہ شخص جو باندے میں رہتا تھا حاضر خدمت ہوا جس وقت چہرہ اقدس پر اس کی نظر پڑی اس کو آپ سے کمال درجہ کی ارادات ہوئی مگر اس وجہ سے کہ اپنے دوست سے اس نے وعدہ کیا تھا بیعت سے مجبور رہا لیکن اس خیال سے کہ خدا جانے کیا ہو وقت ہاتھ سے نکلا جاتا

ہے زار زار رو تھا آپ نے اس ارادت مند سے فرمایا کے چلو باہر بیٹھو تھوڑی دیر کے لیے
آپ نے تخلیہ کیا پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ فلاں شخص جو تمہارا دوست ہے وہ مرید
ہو گیا اب تم کس سوچ میں ہو با جملہ وہ بھی مرید ہوا جب وہ اپنے مکان پر گیا تو میں گھنٹے
رات گز رے تارس کے دوست کا آیا کہ میں جناب حضرت امام الاولیا سیدوارث علی شاہ
مدظلہ العالی سے مرید ہو گیا غالباً حضرت باندے تشریف لے گئے ہوں فوراً تم بھی مرید ہو
جانا نایہ تار پا کرو وہ مرید آپ کا کمال جوش میں رو تھا ہوا پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا
کہ اب ہاتھ پکڑنے کی شرم رکھئے گا آپ نے فرمایا کہ محبت ہے تو سب کچھ ہے لا کھوں ہو تو

بھی نزدیک ہے۔ ابیاتِ مولفہ

قصہا کر دیم با تو بھر آں	تا کنی بخ خودی را ازمیاں
ہست دور دا چیں اے بو الہوں	شرم کن از غفلت خود یک نفس
حرص دینا کر داعیے مر ترا	کہ فتادی ناکہان خود در بلا
یچ ناید دولت دنیا بکار	چوں روی تنہا سوی دار الفرار
مدہائے روز اول یاد گیر	پیش حق رانی چہ جحت دلپذیر
آنکھ دادہ جان و مال و یکم وزر	شکر نعمت می نازی بے خبر
خون کردی محسن خود را لعین	ہست روز سخیزاں در کین
بدر ان روز مكافاتِ عمل	ہین ناید کار این دست و بغل
کس نماندہ ہم نماند در جہاں	فکر در دل کن ز قہش یکو مان
دست در دامان اہل دل گلن	نعرہ ادیک لنا پیغم بزن
عقل را کن رایت جھدو طلب	تا شوی بلجے مادا فضل رب

ذکر فضل و جنیش مستم نمود چند شعر از حال مایه شنود
 ایکہ در بر رخ شدی پنهان چو جان تاب و دریت ندارند عاشقان
 چون ندانستم مرا جمعت نبود جلوه حفت کنو هشتم ربود
 چون نمودی از کرم بامن نگاه بار دیگر از کرم ای رشک ماه
 اللہ اللہ از من ایں شرم و حجاب برگلن بر هر دمے از رخ نقاب
 مت کن از باده روز وصال تانماند در دلم همچک ملال
 تاب هجرم نیست ایدون جان جان رحم کن برحال جان ناتوان
 رحمت آزار حرمت خیر الورا دازپے حضرت علی شیر خدا
 کار ساز لبر تو این دشوار نیست واندر این رحمت کے را بار نیست
 ناز کم کن جان جان باده بنوش ایدل از حد ادب مکذر خوش
 نقل ۵۶ ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا کی ملاقات کو ایک قاضی القضاۃ عرب میں
 تشریف لائے اور اپنے جامہ شریعت کی پابندی سے کچھ اور قسم کی باتیں کرنے لگے آپ
 نے متبسم ہو کر فرمایا کہ ہاں ہاں شریعت کا شارع خوب جانتا ہے دوسرے دن جناب قاضی
 صاحب کے ہاتھ میں انگوری شراب کی بوتل تھی اور زبان سے قدر فهدی وجد میں کہتے نکلے
 لوگوں نے بہت کچھ برا بھلا کہا مگر ان کو ایسے پکے گہڑے کی چڑھی تھی کہ یہی کہتے ہوئے
 راہی ملک بقا ہوئے۔

غزل

نگرد چون کے اے جان جان مجنون و دیوانہ
 کہ ہم گفتار خوش داری و ہم رفتار متانہ

بیا بادہ بکش از جوش مستی نعمہ دلکش
 کہ مسویاندرون مالگند آتش بمحیانہ
 بروے زاہد سوے مسجد مخور مغز سرم اکنون
 کہ ماڈر دکش فرقہ ندام فرق بتحانہ
 گبوے محتسب آخر چہ دیدی درودہ تقوی
 کہ می آئی ز کعبہ سر برہنہ سوے میخانہ
 بیا ساقی بکش بادہ کہ وقت گل رسید آخر
 بدہ زان بادہ گلگلوں کہ گردد مست پیمانہ
 سر سوداے زلف یار باز آور رد جو شم
 کہ رخت دل کشم اکنون ز معموری بویرانہ
 منه درول تحریر جغم دلبر کے دیگر
 کہ غیر از مظہر اکبر ہمہ خواب است و افسانہ

نقل ۷۵ ہے کہ جناب امام الاولیا کا گذر شب کو اُس راہ سے ہوا جو بسبب ایک سانپ کے
 بند ہو گئی تھی لوگ نالاں تھے آپ جب تشریف لے گئے تو سانپ حملہ آور ہوا آپ نے
 اُسے کچھ نہ کہا اور جہاں جانا تھا تشریف لے گئے صبح وہ سانپ مرا ہوا کھلائی دیا آپ سے
 لوگوں نے پوچھا آپ نے فرمایا کہ بڑا موزی تھا رات اُس نے مجھے بھی کاٹا تھا اسی طرح
 ایک شخص نے آپ کے کھانے میں زہر دیا تھا آپ پر کچھ اثر زہر کا نہ ہوا۔ نقل ۵۸ ہے کہ
 جناب حضرت امام الاولیا جب لکھنوتشریف لے گئے دولڑ کیاں شیعہ مدھب کی ملازمت کو
 حاضر خدمت ہونا چاہیں ان کے ماں باپ نے ان لڑکیوں کو روکا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لڑکی

ائیاق ملازمت میں عقاید اہل سنت کے ساتھ قضا کر گئی اور دوسری نہایت پریشان تھی کہ اس کے ماں باپ اس کو آپ کی حضور میں لے آئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت اس کو آپ سنی ہی رکھنے مگر زندہ تو رہے چنانچہ وہ لڑکی اس وقت تک زندہ ہے۔ نقل ۵۹ ہے کہ ایک عورت مذہب شیعہ آپ کی مریدہ ہوئی اور اس نے عقائد سابقہ سے توبہ کی جب اس کے شوہر نے سن تو بزرگ دفعہ پیش آیا لیکن وہ عقیدت آگئیں اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہی دوسرے دن خود بدولت ان کے شوہر صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مجھے بھی اس سعادت سے محروم نہ رکھئے اس طرح کی پچاسوں نقیلیں ہیں جن کے لکھنے سے خوف طوالت ہے۔ چنانچہ مہدی حسن نامی ایک شخص آغاۓ صاحب ناظم صاحب لکھنؤ کے خاندان سے موجود ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت ہوئے پہنچ میں بھی ایسا واقعہ ہوا ہے۔

نقل ۶۰ ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا جب عظیم آباد تشریف لے گئے اور ایک شب مولوی شرف الدین صاحب بیرسٹر کے یہاں مدعو ہوئے تو مولوی صاحب نے اپنے حوصلہ سے بہت کچھ سامان ناق رنگ کا کیا آپ ایک کمرہ میں جوز نانہ مکان سے ملخت تھا فرود ہوئے جب سب لوگ آچکے تو اس وقت ساع کا بندوبست کیا گیا۔ آپ کے مریدوں میں ایک شخص محمد ابراہیم شیدا لکھنؤی حاضر خدمت تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ جلسہ قابل دید ہے۔ تشریف لے چلیں اور قریب سے ملاحظہ فرمائیں آپ نے متبسہ ہو کر فرمایا کہ میں اس جگہ سے بھی ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا قریب سے دیکھتا ہوں یہ آپ کا فرمانا تھا کہ موی الیہ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ حجاب دیوار کا ان کی آنکھوں سے اٹھ گیا اور جو جو واقعات باہر کمرہ کے ہو رہے تھے صاف صاف معلوم ہونے لگے۔ پھر موی الیہ بوجب حکم باہر کمرہ کے آئے اور فوراً دوسری جگہ تشریف لے گئے۔ نقل ۶۱ ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا

جب پہلے پہل فیض آباد تشریف لے گئے اور حافظ زین العابدین کے مکان میں فرود ہوئے اس وقت آپ کی تشریف آوری کی شہر میں شہرت ہوئی۔ برابر کے لوگ ملازمت کو حاضر ہوتے جاتے اور شرف بیعت سے مشرف ہوتے جاتے۔ جس وقت آپ سیر کو چوک کی طرف تشریف لے گئے جس ہندو کونظر پڑتی کرشن کہہ کر قدموں پر گرتا ہزاروں ہندو آپ کے مرید ہوئے۔ نوبت بایں رسید کہ پنڈت آتمارام نظر مباحثہ کے حاضر خدمت ہوا آپ کے خادموں میں سے جناب رحیم شاہ صاحب نے حضور میں اطلاع کی کہ جناب حضور ایک پنڈت حاضر دراقدس ہے۔ آپ نے طلب کیا وہ پنڈت حاضر ہوا۔ آپ نے دو ایک شعر پدمات کے پڑھے اس وقت اس پر وہ کیفیت طاری ہوئی کہ بیہوش ہو گیا۔ جب وہ ہوش میں آیا اس نے دست بستہ عرض کیا کہ مجھے اپنا مرید کجھے۔ میں اپنی طلت اور مذہب سے توبہ کرتا ہوں آخر الامر وہ مسلمان ہوا جب آپ فیض آباد سے روانہ ہوئے تو موضع مغلی رونق افروز ہوئے آپ کی دعوت کا لوگوں نے سامان کیا اس موضع کے حوالیہ میں ڈیڑھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک بستی تھی وہاں ایک رنڈی آبادی نام رہتی تھی وہ بھی مجرے کو بلائی گئی اور یہ شعر

اگر آں ترک شیرازی بدست آردل مارا بخال ہندو شنشم سرقند و بخارارا
عدہ لہجہ سے گالی تو جناب امام الاولیاء نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اچھا گاتی ہے جب اس غزل کا دوسرا شعر اس نے کہا تو آپ نے نظر انھا کر اس کی طرف دیکھا لاحظہ فرما تھا کہ وہ رنڈی بے خود ہو گئی اور قدموں پر آپ کے گری جب اسے ہوش ہوا تو روکر عرض کرنے لگی کہ میری بھی بیعت لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پیشہ سے توبہ کر چنانچہ وہ مرید ہوئی اور ایک شریف آدمی سے اس نے نکاح کیا۔

غزل

ایکہ در جنیش ابروے جفا میداری دین عجب کر من ٹھجور حیا میداری
 پرده بکشا و دمے سوے غریبان بنگر بناواش کہ تو اے نام خدا میداری
 جان بلب گشتہ رسید یم سر کوی فراغ با میدی کہ تو در دست شفا میداری
 ساقیا ریز بجامِ دل اندوہ شراب کہ ز انعام نظر سوی گدا میداری
 تئنہ آب و صالح لا بقای جویند از چہ محروم تو اے ہجر میخا میداری
 دل نالان مکن از جور فراش شکوہ کہ بلب سر حرف وفا میداری
 ماقیماں حرم راز محبت بکے بر گنویم کہ درد سر خفا میداری
 اے تحریرم تقریر مکن رنج فراق بر رضا باش چوتیم و رضا میداری
 اس جگہ پر حیم شاہ صاحب کا ذکر خلاف موقع نہ ہو گا رحیم شاہ اسی دیوی کے رہنے والے
 ہیں برس ایک قلم حضور کی خدمت میں رہے اب آپ نے ان کو موضع گنگوارا میں جو
 دیوی کے متصل ہے جگہ دی ہے متولی اللہ بیٹھے ہوئے ہیں ۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۸ھ میں
 وہ بیٹھے مؤلف اس وقت حاضر تھا جس وقت وہ بٹھائے گئے تھے اکثر فقراء آپ کے جن کو
 آپ نے حکم دیا ہے وہ بیٹھے ہوئے ہیں چنانچہ خدا بخش شاہ پنڈہ میں جو دیوی سے ڈیڑھ کوس
 کے فاصلہ پر ہے تیس برس کا زمانہ ہوا کہ بیٹھے ہوئے ہیں غله وغیرہ کی قسم کے کھانے کی اُن کو
 اجازت نہیں ہے لال دانہ سنگھاڑہ وغیرہ کی رخصت ہے اسی طرح ایک موضع کھیولی ہے
 جہاں بے نام شاہ متولی اللہ بیٹھے ہیں اُن کو زمانہ چودہ برس کا ہوا ہو گا جو آج تک چوکھت
 سے باہر قدم نہ نکلا ازیں قبل بہترے ایسے فقیر ہیں کہ جن کو آپ نے جہاں فرمادیا وہاں مقیم
 ہیں چنانچہ گلاب شاہ اکبر آباد میں اور یتیم شاہ گوالیار میں معصوم شاہ دہلی میں قادر علی شاہ

امر وہ میں اور پیر اشاہ ہردوئی میں اور جنگلی شاہ فتحپور کے جنگل میں اور بہتیر یا شاہ بہراج کے اطراف میں مقیم ہیں ہر ان میں سے کوئی چالیس برس کوئی چھتیس برس کوئی پندرہ برس کوئی اٹھائیس برس کا فقیر ہے نور محمد شاہ آپ کے ایک خادم ہیں جو لڑکپن سے آپ کے ساتھ ہیں اور اس وقت تک وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں ان کا مکان ردولی ہے جب سے آپ کے مرید ہوئے آپ کے ساتھ رہے دنیا میں تہ بند پوش فقیر آپ کے ہزاروں ہیں نعمت علی شاہ فیضو شاہ، مخدوم شاہ آپ کے فقیر ہیں اگر ہر شخص کی کیفیت جدا جدالکھوں تو ایک دفتر چاہئے اس لئے نظر انداز کر کے دوسرے واقعات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ نقل ۶۲ ہے کہ ایک شخص ستر کھکھ کے زمینداروں میں آپ کے مرید تھے جن کونشہ سے بہت شوق تھا انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دربار عظیم الشان ہے جہاں ہزاروں آدمی چلے جاتے ہیں اور دروازہ پر دو چوبدار ہیں خواب ہی میں چوبدار سے پوچھا کہ بھائی یہ کس کا دربار ہے چوبدار نے کہایہ دربار والا تبار حضرت امام الاولیا حاجی سیدوارث علی شاہ صاحب کا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے بھی جانے دو چوبداروں نے روکا تب انہوں نے کہا کہ میں حضرت ہی کا مرید ہوں آخر اندر جانے کی اجازت اُن لوگوں نے دی جوں ہی پھاٹک کے اندر قدم رکھا کہ خواب سے چونک پڑے دوسرے دن جناب حضور اُسی موضع ستر کھا میں تشریف لائے جس وقت وہ زمیندار صاحب حاضر خدمت ہوئے عرض کیا کہ دربار میں کیونکر گذر ہوتا چوبدار روکتے ہیں آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ آخر ان لوگوں نے آنے دیا کرنہیں وہ قدموں پر گر کر رونے لگے۔ پھر جب وہاں سے آپ دوسری جگہ تشریف لے گئے تو بدستور اپنے معمولی مشغله کی طرف وہی مرید صاحب متوجہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ جناب امام الاولیا سامنے کھڑے ہیں خوف سے اُن کے ہاتھ کا پیالہ گر گیا وہاں سے دوسری جگہ بھاگے وہاں بھی

حضرت کو پایا پھر انہوں نے توبہ کی اور اس حرکت لغو سے باز آئے۔ نقل ۶۳ ہے کہ اگاڑ کے تھانہ دار نے کنجڑوں پر جو وہاں کے رہنے والے تھے بے گناہ سخت ظلم کیا ان غریبوں کے گھر کی عورتیں جناب حضرت امام الاولیا کی دوہائی دے دے کر روتوی تھیں کم بخت تھانہ دار نے کچھ رحم نہ کیا اور ان غریبوں کو بڑی مار مارا وہ سب کنجڑے آپ کے مرید تھے دوسرے روز جناب حضرت امام الاولیا سیر و سیاحت فرماتے موضع اچاڑ رونق افروز ہوئے قضا کار اُسی روز بڑے زور شور کی آندھی آئی اُس وقت تھانہ میں آگ لگی تھانہ دار میاں فی النار والسفر ہوئے اور ایک چیز تھانہ کی نہ بچی لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آگ اس مکان سے بہت قریب ہے شعلے اڑاڑ کر یہاں آتے ہیں دوسری جگہ حضور تشریف لے چلیں۔ شیخ تراب علی صاحب ناقل ہیں کہ میں نے سخت اصرار کیا کہ حضرت اب تکلیف فرمائیں اس طوفان کی آگ لگی ہے کہ برابر شعلے اڑاڑ کر آ رہے ہیں قیامت کا سامان ہے آپ نے نہ کفر فرمایا کہ یہ شعلے سب جھوٹے ہیں یہ فرمانا تھا کہ پانی برنا شروع ہوا پھر نہ وہ آگ تھی نہ وہ شعلے تھے شیخ تراب صاحب بہیلوی کے رہنے والے ہیں پچیس برس سے آپ کی خدمت میں ہیں آپ کو قصہ خوانی کی خدمت ہے برابر شب کو قصہ کہا کرتے ہیں قبل اس کے گیت بھجن ٹھمری کہنے کی خدمت تھی ہزاروں گیت اور بھجن اور ٹھمری ان کی کہی ہوئی ہے غایت درجہ کے خوش مذاق ہیں مؤلف کو جناب موصوف سے نیاز حاصل ہے

نقل ۶۴ ہے کہ ایک سال عرب میں قحط عظیم واقع ہوا ان دنوں جناب حضرت امام الاولیا وہیں تشریف رکھتے تھے ایک دن مسجد میں آپ تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ آپ کہاں سے کھانا کھاتے ہیں آپ نے فرمایا۔ شعر

بنا دان آپنخاں روزی رساند کہ دانا اندران حیران بماند

اس فرمانے سے آپ کے لوگ چپ ہو گئے اور غایت درجہ کے آپ کے مقتند ہوئے
 چنانچہ عیسیٰ خاندان کے کل آدمی آپ ہی کے مرید ہیں۔ نقل ہے کہ جناب امام الاولیا
 بہزادؒ کے میلہ تشریف لے جانے لگے اور اس زمانہ میں شدت کی گرمی پڑتی تھی جس قدر
 آپ کو مسافت طے کرنی پڑتی تھی اس قدر روزانہ بارش ہو جایا کرتی تھی جس وقت قریب
 گھٹ کے آپ تشریف لائے لوگوں سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے حکم سے تمام میلہ ختم کیا
 جاتا ہے اور کوئی جانے نہیں پاتا آپ نے فرمایا کہ ایسا تو نہیں ہے جب آپ گھٹ پر
 تشریف لائے تو سنَا کہ حکم ہو گیا کہ میلہ ہوا اور لوگ میلہ جائیں یہ حال اکثر میلہ والوں کو
 معلوم ہوا تو قریب تین لاکھ آدمیوں کے آپ کے گرد جمع ہو گئے ہر شخص کی زبان پر یہ جاری
 تھا کہ خود سید سالار صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں اس تین لاکھ جمیع میں سب سے آپ کا
 سر مبارک بلند تھا یہ واقعہ چشم دید جناب عبدالغنی خاں صاحب بریلوی کا ہے آپ بھی جناب
 حضرت کے ہر کا ب تھے جناب عبدالغنی خاں صاحب حضرت ہی کے مرید ہیں آپ کا
 سابق مکان سلطان پور ملک اودھ میں تھا آپ کے آبا و اجداد زمانہ شاہی میں عہدہ کیا دی
 اور چکلہ داری پر مامور ہا کئے آپ ایک معزز خاندان کے آدمی ہیں آپ کے آدمی ہیں
 آپ کے بزرگان ملک غور سے ہمراہ سلطان علاؤ الدین غوری کے اس ملک میں آئے خود
 جناب خان صاحب زمانہ انگریزی میں عہدہ تھانہ داری پر سرفراز تھے جس دن سے جناب
 حضور کے مرید ہوئے عجب طرح کی نفرت دنیاوی امور سے ہونے لگی تیجہ یہ ہوا کہ نوکری
 چھوڑ کر خانہ نشین ہوئے اب آپ کی سکونت ضلع رائے بریلی میں ہے کیا خوش مذاق آدمی
 ہیں کہ بجان اللہ خدا نے ہر قسم کی قابلیت عطا فرمائی ہے مؤلف کو جناب موصوف سے نیاز
 حاصل ہے نقل ۲۶ ہے کہ ایک شخص راولپنڈی میں سخت علیل تھا اُس کی علاالت سے کل حکیم

اور ذاکرہ عاجز ہو گئے تھے وہ غریب ایک شب کو روتے روتے سو گیا اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تہ بند پوش تشریف لائے اور فرمایا کہ گھبرا نہیں تو اچھا ہو گیا ہے اب ہانہ لا تیری بیعت بھی لے لوں اس درمیان میں اُس کی آنکھ گھل گئی تو اپنے کو صحیح المزاج پا یا صرف ضعف کی شکایت تھی وہ هفتہ عشرہ میں جاتی رہی اب اُس کو سخت تشویش ہوئی کہ وہ بزرگ کون تھے جن کے قدم کی برکت سے میں اچھا ہوا اس کو دریافت کرنا چاہئے لیکن وہ تصویر باتوں اُسے نقش کا بھر تھی تلاش کرتا ہواراولپنڈی سے دیوبئی شریف پہنچا جس وقت نظر اُس کی آپ کے جمال با کمال پر پڑی بے ہوش ہو کر آپ کے قدموں پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ بہت زمانہ بعد آج دولت ملازمت سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں محبت ہے تو کچھ دور نہیں جاؤ اور کچھ غم نہ کرو پھر وہ مرید آپ کا فائز المرام ہو کر رخصت ہوا جل جلالہ کیا نوازش اور کرم ہے خوش نصیبوں کی ایسی ہی بات ہوتی ہے۔

غزل

یا رب چہ آرد بار ایں نخل سر تقدیر من
نالدز محرومی خود صح و مسامد بیر من
آتش فگنده چار سو سوی دل اندر گھیں
بینم اثر بخشد چسان ایں نالہ شگیر من
افشاء رازت کزو ایں رازے دل ایجان جان
لہ بگو باشد دریں چہ خوبی تقصیر من
بیکفت صد باغ جہاں ماندہ دل من ہچناں
آورد ایں رنگ دگر صد شکریہ تقدیر من

باہم زبان گویم شے دیدم زلکس روئے آں
 پننم وہ چہ مہ لقا از خواب من تعبیر من
 نامذ فریاد دلم چوں کس زردے امتحان
 غیرت کہ سازد در جہاں ایجان من تو قیر من
 حیرت فزا ایں داستان باشد تحریر بیگماں
 از من پرس ایک بخوان آتش فشاں تحریر من

حصہ سوم در مفہومات

جناب حضرت امام الاولیا

فرمایا حضرت امام الاولیا نے کہ علم شے اور ہے اور عشق شے کچھ اور جہاں حضرت
 عشق آئے پھر وہاں علم اور عقل کا داخل نہیں۔ فرمایا آپ نے جو کچھ عاشق معشوق کے نسبت
 کہے وہ سب ٹھیک ہے۔ اور جو کچھ ادب و تغظیم کرے وہ سب بجا ہے اور جو معشوق عاشق کی
 نسبت کہے وہ مقام رضا و تسلیم ہے عاشق کو چار انہیں۔ فرمایا آپ نے کے عشق میں ترک
 ہی ترک ہے۔ ترک دنیا ترک عقیلی ترک مولی ترک اور اپنا فراق ہے۔ فرمایا آپ
 نے جو تم سے محبت کر دئے کسی کے حق میں دعا کرو نہ کسی کہ حق میں بد دعا

کر و تم رضا تسلیم کے بندے ہو۔ فرمایا آپ نے تقدیق ہی ایمان ہے جس کو تقدیق نہیں اس کو ایمان نہیں۔ فرمایا آپ نے کہ مذہب عشق میں کفر اسلام ہے فرمایا آپ نے کہ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے منزل عشق میں خلافت نہیں ہوتی اسی بناء پر ایک تحریر بھی آپ نے پاس خاطر حکیم شیر محمد خان کے لکھ دیا ہے دیکھنے والوں کو ایک اقرار نامہ کی سی عبارت معلوم ہو گی فی الواقع وہ برائے خاص اقرار نامہ ہی ہے حقیقت حال یہ ہے کہ آپس میں فتح پور اور دیوی کے لوگ جھگڑتے تھے فتح پور کے لوگ مستقیم شاہ کے خاندان سے ہیں وہ کہتے تھے کہ جناب حضور نے مجھے اپنا خلیفہ کیا ہے۔ اور دیوی کے صاحب جان کہتے تھے کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا جب لوگوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ منزل عشق میں خلافت کیسی چنانچہ وہ تحریر بخوبی مندرجہ ذیل ہوتی ہے وہ وہذا۔

منکہ سیدوارث علی شاہ ولد قربان علی شاہ ساکن دیوی پر گنہ و تحصیل نواب گنج بارہ
بنکی چونکہ ہم نے مستقیم شاہ سے اقرار کیا تھا کہ ہمارا اور تمہارا ساتھ دین و دنیا میں ہے جو کوئی دیوی والا اور کوئی کچھ کہے تو وہ باطل ہے اور ہمارے یہاں منزل عشق کی ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کا کرے وہ بھی باطل ہے ہمارے یہاں جو کوئی ہو چمار ہو یا خاک روپ ہو ہم سے محبت کرے وہی ہمارا ہے الم رقم ۲۷ نومبر ۱۸۸۹ء

العبد گواہ شد گواہ شد

وارث علی شاہ تراب علی زمیندار نور محمد شاہ خادم
بلقلم حکیم شیر محمد خان ساکن بٹھولی رقم ہذا

بخش علی زمیندار گدیہ

فرمایا آپ نے کہ عاشقی ایک ملامت ہے دین دنیا سے گذر جانا ہے اور فراق میں مر جانا ہے
 اسی فراق میں تو مزہ ہے ورنہ پھر کچھ نہیں معموق کا ترسانا اور حجاب اور عتاب ہی کرنا تو رحم
 فضل ہے اس کے سوا کچھ نہیں فرمایا آپ نے کہ معرفت کوئی چیز نہیں ہے محض وہی ہے جس کو
 خداوند کریم اپنی معرفت بخشے کسی کا اس میں اجارہ نہیں فرمایا آپ نے کہ عشق کی اٹی چال
 ہے جس کو وہ پیار کرتا ہے اسی کو جلاتا ہے اور جس کو پیار نہیں کرتا اس کی باگ ڈھیلی کر دیتا
 ہے۔ فرمایا آپ نے کہ عاشقوں کے نزدیک شیطان نہیں آتا۔ فرمایا آپ نے کہ جس نے
 جان قربان نہ کی وہ عاشق نہیں لیلی کے ہزاروں اور یوسف کے لاکھوں چاہنے والے تھے مگر
 یہ مجنون اور زلینجا ہی کا حصہ تھا بس جس کا حصہ ہوتا ہے وہی پاتا ہے۔ فرمایا آپ نے کہ
 عاشق کا مرید بے ایمان نہیں مرتا۔ فرمایا آپ نے کہ تصدیق ہزاروں میں ایک کو ہوتی ہے
 ہر ایک کا حصہ نہیں پھر اسکی بھی کئی صورتیں ہیں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں لکھتا فرمایا آپ
 نے کہ عاشقوں کا دین و دنیا دونوں خراب فرمایا آپ نے کہ منزل عشق میں ذات صفت ہو
 جاتی ہے اور صفت ذات فرمایا آپ نے کہ عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اُس کا
 حشر و نشر قیامت و دوزخ بہشت ہے بلکہ کثرت جذب عشق میں خود ہی ہو جاتا ہے جسے عشق
 و محبت نہیں وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا ہے اور نہ اس راہ میں چل سکتا ہے فرمایا آپ نے بچوں اُن
 چار مسئللوں کے کہ جو چار مولویوں نے آ کر جناب امام الاولیاء سے پوچھا تھا کہ حج اور زکوٰۃ
 اُس پر کب فرض ہے جو کچھ نہیں رکھتا ہو خدا نے جس قرآن میں کرنے کو فرمایا ہے اسی
 قرآن میں منع بھی کیا ہے باقی نمازوں روزہ اگر تم شراب مجازی کے سُکر کے قائل ہو تو لامحالہ
 اُس شرابِ حقیقی کے سُکر کے بدرجہ اولیٰ قائل ہونا ہو گا پھر کب سُکر میں نمازوں روزہ ہے جب
 عاشق سُکر سے خالی نہیں تو اُس کی متی اس عالم میں کب رفع ہوتی ہے کہ جو وقت نمازوں کا

پاوے اور معشوق اُس کو کب چھوڑتا ہے کہ وہ نماز پڑھے باقی اور سب یا انتظام ظاہری ہے
اس کو عشق سے تعلق نہیں ایک دن ایک شخص نے سوال کیا کہ جب خدا عالم وجود میں نہ تھا تو
یہ کائنات تھی یا نہیں آپ نے فرمایا کہ علم ذات باری میں تھی فرمایا آپ نے کہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زَبَانِي كہنا اور ضرب لگانا اور کسب کرنا یا اور بات ہے ہے دیکھئے کسی چیز کا خیال کرنا
میں ہے دیکھ کر کے عاشق ہونا ممکن ہے اور جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے تو اُس کی ہر
سانس معشوق کی یاد سے خالی نہیں جاتی عاشق کی سانس بلا کسب و ذکر عبادت ہے عاشق
نافل سمجھا جانیں سکتا عاشق کی تھی نماز ہے اور یہی روزہ ہے فرمایا آپ نے کہ جس کو سب
شیطان کہتے ہیں اس راہ میں دوست بن جاتا ہے وہ نہیں کر سکتا موسیٰ نے اُس چڑوا ہے کو
اپنی شریعت کی تعلیم سے منع کیا تھا سونا پسندیدہ ہوا اور اُس کا وہی خلاف شرع کرنا پسند ہوا
اُس کو دل سے تعلق ہے فرمایا آپ نے کہ خیال میں صورت معشوق کی نقش کرنا چاہئے جو
صورت نقش ہو گئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہتی ہے بلکہ اُسی کے ساتھ اُس کا حشر ہوتا ہے فرمایا
آپ نے کہ خدائے تعالیٰ نے کل نفس ذاتہ الموت فرمایا ہے گل روح نہیں کہا یہ نکتہ خاص
ہے فرمایا آپ نے کہ علمائے ظاہری کا عجب مذہب ہے کہ جو دیکھ کر سجدہ کرے اُس کو تو کافر
کہتے ہیں اور جو بے دیکھے سجدہ کرے وہ مومن کہلاتے اس کو اندھا پن کہتے ہیں بلکہ حق یہی
ہے کہ جو دیکھ کر سجدہ کرے وہی مومن ہے رہایہ کہ کس کو دیکھا سو یہ نکتہ ہے بے عنایت
مرشد کے غیر ممکن تصدیق اسی کا نام ہے۔

یہ مثل چیز ہے کہ اپنے دہی کو کوئی کھانا نہیں کہتا اسکی معقول وجہا پنی ہی خود غرضی اور خود پرستی ہے
مؤلف عوام کے اعتراض سے کب چیز سکتا ہے مگر وہ لوگ جو حقائق پسند اور منصف مزاج
ہیں ان سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس میں قابل توجہ دو امر ہیں جس سے آئندہ چل کر بڑا

موقع سب مضرت اور جلب منفعت کاملیگا۔ کسی برگزیدہ شخص کی سوانح عمری دیکھنے سے کچھ نہیں تو اتنا ضرور ہوتا ہے کہ اس دیکھنے والے کے حسن اخلاق بڑھ جاتے ہیں اور ہمت روپنہد ہو جاتی ہے بہر حال نفع سے خالی نہیں۔ اب میں ان دو اموروں کو جو قابل توجہ ہیں لکھتا ہوں۔۔۔۔۔ ذرا غور سے۔۔۔۔۔ معرفت یعنی خدا کو پہنچانا اُس کے دو طریقے ہیں ایک علمی دوسرے عملی۔ علمی وہ ہے جو قرآن اور حدیث اور اقوال بزرگان سے سمجھ جائے کہ خدا ایک ہے اور اُس میں سب کچھ قدرت ہے اور یہ سب کائنات اُسی کی پیدا کی ہوئی ہے وہی مستحق عبادت ہے اُسی کی عبادت فرض ہے یہ بھی ایک توحید کی قسم ہے اسی کو توحید علمی کہتے ہیں اس خیال سے انسان شرکِ جلی سے بچتا ہے اور اُس کی نجات بھی ہو جاتی ہے مگر مقصود اصلی سے دور رہتا ہے اس کی ولی ہی مثال ہے جیسے فن طبابت واقعی محض اس فن کے پڑھ لینے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک وہ عملی طور پر برداشت جائے ہزاروں ایسے عالم میں گے جو علم طب رکھتے ہیں۔ انہیں ایک نجٹہ بھی لکھنا نہیں آتا اسی طرح اس معرفت علمی سے کام نہیں لکھتا اور اتنی معرفت بکار آمد نہیں ہوتی مگر کروڑوں میں کوئی ایسا ہوتا ہے جو عملی طریقہ پڑھی اس کو جانتا ہے عقاید میں یہ دو جزو اقرار باللسان و تصدیق بالقلب جو شامل کر دیئے گئے ہیں آخر اس کا کیا مطلب اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ وہی چیز ہے کبھی نہیں مگر جس کی قسم میں خدا نے جو لکھا ہے اُس کے ویسے ہی سامان بھی ہوتے ہیں ایمان اور ایقان اگر کوئی چیز قابل قدر ہے تو خود انسان موازنہ کر سکتا ہے کہ جیسا ہم لوگوں کو اپنے ابناء جنس کے کہنے کا عقیدہ اور یقین ہوتا ہے اتنا بھروسہ اور تصدیق خدا کے کہنے کے ساتھ ہے ہرگز نہیں دور کیوں جائے ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ آج اگر کوئی کسی شخص کو کہے کہ کل تمہیں پانچ روپیہ دونگا تم انتشار کرو وہ عقیدت آگئیں پہلے ہی اس روپیہ کے ملنے کے خیالی نظم اس روپیہ

کے خرچ کی درست کر لیتا ہے اور جو جو کام کوڑی پیسے کے آتے ہیں اسکوکل کی امید پر اٹھا رکھتا ہے اللہ اللہ ایک انسان کے قول کی اس درجہ تصدیق ہو اور اس خدائے پاک کے قول کی سچھود نہیں یہیں پر علمی اور عملی کافر ق معلوم ہو جائیگا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ خدا معین ہے اور سبب الاسباب ہے پھر اس کی تکذیب کیوں کرتا ہے اسکی وجہ کیا ہے۔ وہی تصدیق جو عملی طریقہ سے اشارت ہے اگر اسکو مرتبہ حق ایقین ہو تو ہرگز مضطرب نہ ہو۔ بھائیو زبانی جمع خرچ اور بات ہے اور ولی بات اور ہے دیکھو اس واقعہ کو کہ کس درجہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خدا پر بھروسہ تھا نقل ہے ایک دن جناب حضرت سرور کائنات ایک میدان میں ایک درخت کے سایہ میں آرام فرمائے تھے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے میان سے تکوار نکالی اور للاکار کر کہا کہ بتا اے محمد اُب کون تیراماون اور محافظ ہے آپ نے فرمایا وہی اللہ اس فرمانے سے اس اعرابی کے ہاتھ سے تکوار گرگئی اور مشرف بالسلام ہوا جل جلالہ کیا بیت رب انبی ہے ایک اعتقام بالحق ہو تو کوئی بڑی بات نہیں ہے جن لوگوں کا عمل درآمد اس پر ہے وہ اس مزے سے واقف ہیں ایا ک نعبد و ایا ک نستعين سب کوئی جانتا ہے اور پڑھتا ہے مگر اسکی حقیقت جو جانتا ہے وہ جانتا ہے۔ اب اسکی کوئی صاحب تصدیق رکھتے ہوں تو بول اٹھیں اور پچے دل سے کہیں کہ کب اس خدائے پاک کی تلاش میں مر منے اور کب اسکی محبت میں جان و مال فدا کئے اور کب اسکی عبادت جیسی چاہیے ک۔ کیا توبہ کن کہ عمدہ عمدہ کپڑے پہنے اچھے اچھے کھانے کھائے رہ پئے جمع کیے کتوں کی موت مرے دیکھو ان بزرگان دین کو مدت العرنہ آسودہ ہو کر کھانا کھایا نہ پاؤں پھیلا کر ہم لوگوں کی طرح بخیر سوئے۔ مجھے خود زیادہ شرم دامنگیر ہے کہ اس زمانہ تک میں نے کیا کیا جو دوسروں کو فصیحت کرنے بیٹھا ہوں دنیا میں میں عملی حصہ کے برتنے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے اور جو

لوگ ایسے ہیں بھی تو نخوت بخت نافر جام سے ہمیں کب موقع ان سے فائدہ اٹھانے کا ملتا ہے بھلے اس مکتب کا براہو جہاں نکتہ چینی خردہ کیری بنی کا ہم نے سبق لیا تھا جس کا یہ تجھے ہوا کہ اب سوائے عیب کے کچھ نظر نہیں آتا علاما کو گدھا حافظوں کو اندھا فقیروں کو نکڑہ گدا سمجھنے لگے الہم احفظنا اس میں کچھ شک نہیں کہ عام علماء اور فقراء اسی قابل ہیں کہ وہ گدھے اور اندھے کہے جائیں بلکہ اس سے زیادہ کہنے کو ہم موجود ہیں مگر جو عالم عالم ہے اور جو فقیر فقیر ہے۔ اس کو اپنی جہالت سے ایسا جو سمجھتے ہیں یہ ہماری بخت غلطی ہے۔

شعر

نہ ہرزن زن است نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرو
آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جناب حضرت امام الاولیا حاجی الحرمین سیدوارث علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کو کیا ایسی دنیا کی پڑی تھی کہ پچاس ہزار کی جاندار را خدا میں دے ڈالی اور ایک کوڑی بھی اپنے لئے نہ رکھی ساٹھ برس تک ریاضت اور زیارت میں بسر کی اپنی حاجت سوائے خدا کے کسی کے سامنے نہ لے گئے ملا تو کھایا اور نہیں تو فاقوں سے پیٹ بھر لیا اے کاش اس کم بخت دنیا کے حصول کی چاہ ہوتی تو کیوں اپنا آرام کھوتے۔ متوں آپ نے پیادہ پائی اختیار فرمائی وطن چھوڑانہ شادی کی نہ بیاہ کیا ایک خدا کے خیال میں رہے دیوائے کچھ اتنا دور نہیں ہے جسکی طبیعت چاہے دیکھ لے آپ خاندان نیشاپور سے ہیں کس درجہ آپ کے مزانج میں حلم اور بردباری ہے کہ سجان اللہ اور پھر کیوں نہ ہو یہ تو خاندانی چیز ہے آپ آل نبی اور اولاد علی ہیں ذکر کرامات اور خرق عادات پر نہ جائیے جو لوگ ایسے ہوتے ہیں ان سے کچھ بعید نہیں۔ نفس نفس یہ دیکھنے کی بات ہے کہ مدت العمر اس محنت اور جفا کشی اور ریاضت شاقہ میں رہنا کسی دنیا دار کا کام نہیں یوں کہنے کو ہزاروں قطب الوقت ہیں۔ چول دم برداشت مادہ سگ برآمد کا مضمون ہے۔ خدا اس تذویر سے بچائے ہاں وہ لوگ جو اس راہ میں

ہیں انکا تو میں بندہ فرماتب ردار ہوں میں کیا جس کو خدا نے تھوڑی بھی سمجھ دی ہے وہ ایسے لوگوں کو خوب پہچانتا ہے۔ فریب نفس کونہ پوچھئے یہ وہ ذات بزرگ ہیں کہ ان سے اللہ پناہ دے اس رنگ میں بھی لاکھوں کو ستیاناس کر بیٹھے افسوس ولایت کو لوگوں نے کیا سمجھا ہے اگر ایسی ہوتی سلب نسبت اغیرہ وغیرہ کا نام ہے تو میں باز آیا اور مجھ سے ہزار توبہ۔ ولایت اس چیزیں محبت کا نام ہے جو خدا کے ساتھ ہو اور یہ بغیر تصدیق کے محل ہی محل ہے۔ مجھے لوگ ہنتے ہیں انھیں کیا کہوں غیر ملک والوں کو کیا خبر مگر میرے وطن والوں سے کب کوئی بات چھپتی ہے۔ خدا نے سب کچھ دیا تھا اور دیا ہے۔ ظاہری عزت اور لیاقت دنیوی میں کبھی کسی سے کم نہ تھا اور نہ ہوں مگر کیا کہئے کن آنکھوں کی چتوں نے مجھے مارڈا خداوند مجھ کو مجھ سے چاہتا ہوں۔ حضرت امام الاولیاء کی نہ اس وجہ سے کہ میں ان کا مرید یا (مسٹر شد) ہوں۔ تعریف کرتا ہوں بلکہ امر واقعی یہی ہے کہ اب اس زمانہ میں کوئی اس مراتب اور منزلت کا اس خاص امر میں نہیں ہے۔ اور بالفرض اگر ہو بھی تو مجھے اس کی خبر نہیں۔ میرا خیال مجھے دھوکا نہیں دیتا ہو تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ قریب قریب پچاس فقیروں کے ملنے کا مجھے اتفاق ہوا مگر یہ بات کسی میں نہیں پائی طرز معاشرت اور طریقہ مجاہدہ پر لوگوں کے جب نظر کی تو دنیاوی غرض سے خالی نہ پایا۔ آج بھی خانقاہوں میں یاروں کی جامت ہوتی ہے۔ اس سے ہر ایک چھوٹا بڑا آگاہ ہے ان اگلے بزرگان دین کی سی شان جیسے شبلی اور جنید رسول اللہ علیہم گذرے پوری پوری نہیں تو کم بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ اللہ اللہ جس نے مدت العمر خواب کو خواب میں نہ دیکھا ہو آرام کو آرام نہ سمجھا ہو۔ اس کے مراتب اور مدارج کو آپ لوگ کیا پوچھتے ہیں۔ کہہ دینا آسان ہے پر کر دکھانا کیسا کچھ امر صعب ہے جس کو انکا دل جانتا ہے جو اس راہ میں آ کر پچھتا تھے ہیں۔ دنیا بھر کی ملامت سر پر لینا کیا معمولی، انسان کا کام ہے

ہر گز نہیں اور سو بار ہر گز نہیں خداوند بزرگان دین کی خدمت سے اپنی محبت عطا فرم اور اس
شرک خفی سے پچادوئی سے دور کر آ میں ثم آ میں۔ اشعار

جان بلیا کشتم از جور فراق تا کجا سازیم شرح استیاق
کار دل در شوق وصلت شد تمام اے بما تو سایہ افگن والسلام
میں یہ نہیں کہتا کہ خواہ مخواہ میری خاطر سے ان باتوں کو مطبوع خاطر نہ ہوں آپ لوگ مانیں
بلکہ بہت بڑا موقع ناظرین کو اس وقت اس کا حاصل ہے کہ وہ خود اپنے طریقہ پر ان سب
باتوں کو دریافت کریں۔ جناب حضرت سراج العارفین شاہ عبدالرزاق بانسوی رضی اللہ عنہ
سے غالباً ہر آدمی آگاہ ہو گا کہ وہ کس مراتب اور مدارج کے بزرگ تھے۔ جن صاحبوں کو
معلوم نہ ہو وہ آگاہ ہوں کہ جناب حضرت علیہ الرحمۃ غفران مآب نے جناب حضرت امام
الاولیاء حاجی الحرمین سید وارث علی شاہ صاحب مدظلہ کی نسبت پیشیں گوئی کی تھی کہ
پانچویں کرسی میں ایک آفتاب ظاہر ہو گا جس کی روشنی اب میں دیکھتا ہوں جناب حضرت
شاہ نجات اللہ صاحب علیہ الرحمۃ دیوائے کی طرف سینہ کھول کر فرماتے تھے کہ اس آفتاب کی
روشنی سے اپنے سینہ کو بھرتا ہوں۔ وہ آفتاب برآمد ہوا چاہتا ہے ازیں قبل بہت پیشیں گویاں
آپ کی نسبت بزرگوں نے کیں تھیں۔ ظاہر پرستوں کو ان سب باتوں کی طرف کب خیال
ہو سکتا ہے۔ طالب صادق بن کر حاضر ہوں اور اس ناگوار مزہ کو چکھیں تو معلوم ہو کہ منزل
عشق کیا بلا ہے۔ خدا طلبی اور حد پرستی کیا لڑک کھیل ہے جوہنی اور دل گلی میں بتا دیجائے ذرا
ان اگلے بزرگان دین کی سوانح عمری پر غور کیجئے تو معلوم ہو کہ حضرت شبیلی علیہ الرحمۃ اور
بایزید بسطامی اور ابراہیم ادھم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم پر کیا کیا مصیبیں گذریں اور ظاہر
پرستوں کے منہ سے کیا نیک و بد ناکئے۔ ہم لوگوں میں سوائے عیب جوئی اور نکتہ چینی کے

اور کیا ہے۔ اللہ بچائے اس سے زمانہ کارنگ ڈھنگ اسی طریقہ پر ہے اور رہے گا دنیا والوں
کب کسی بزرگ نے آرام پایا۔ نیکی کے بد لے رنج ہی برابر اٹھایا کئے بہر کیف اب میں
اپنے ہم مذاق بھائیوں کو اس کی تکلیف دینا چاہتا ہوں کہ مؤلف کے حق میں دعا خیر کریں
کہ اللہ جل شانہ اپنی محبت عطا فرمائے اور اپنا بندہ بنائے۔

ابیات

ای کہ داری گوش وابر ہر سخن فهم کن تا گذری از مکروفن
صرف وقت خود نمودم بر امید تا که باشد بہر طالب ایں نوید
شرم شرم از عادتِ اہل نفاق کہ ندیده گاہ روئے اتفاق
ای عجب از کبر و نخوت از عناد پتر پندم در میان ره فتاد
ای عجب کز قول حق سودے نشد اپنچہ در دل داشتم بودے نشد
رحم کن بر جان مسکین رحم کن انداز از لیسار قولم فهم کن
تا کجا سازم دریں خالی دماغ نیست واجب بر رسول الابلاغ

مؤلف کتاب ہذا المفتر الی اللہ سید عبدالادشاہ

قطعہ تاریخ انطباع سوانح عمری جناب امام الاولیاء حضرت حاجی سیدوارث علی شاہ صاحب
دام ظله از نقاد سخن گرامی قد رجناب حافظ عبدالجید صاحب مجید رامپوری

جلوہ وحدت است در کثرت پرده بردار مشو محبوب
ذات وارث علی عجب ذات است او حبیب است ذکر او محبوب
طبع شد سوانح عمری گشت عشق را بدل مرغوب
رنگ تاریخ ریخت کلک مجید دید عین اليقین مشاہدہ خوب

۱۳۱۲ هجری

تقریظ چکیده خامه نشی بے بهار مایہ ناز اہل دل احیقت آگاہ جناب فرشی ظہور علی قادری
الملقب به فضیحت شاه وارثی بازید پوری

حامد ادمصلیاً و مسلمًا الہانا تو ہستی و نام پاک محجوب توزیب عرش بریں است جبیں
عائشانت بخاک رہت نور افشاں بادوالممۃ اللہ کہ دریں او ان مسعود زماں محمود برخے از
سوانح عمری سرتاج الاولیاء امام الاصفیا قدوة السالکین زبدۃ العارفین مرجع صغیر و کبیر دشگیر
برناد پیرقطب الاقطاب حامی روز حساب سید عالی جناب معلی القاب حاجی حریم شریفین
وارث نبی و علی حضرت سید شاه وارث علی حسنی الحسینی دیوی قدس اللہ اسرار ہم کہ خلاصہ
خاندان مصطفوی وزبدہ دودمان مرتضوی اند بدرجہ عین لیقین رسیدہ از خامہ شیریں مقال و
نشی نازک خیال مولا ناسید عبدالاد شاه صاحب ماہر نکات فقر و تصوف و اقف اسرار شریعت و
طریقت سالک مساکن حقیقت و معرفت ساکن موضع شاہ ہو گئے ضلع گیا کہ خلعت فقر ہم از
بارگاہ جناب حضرت حاجی صاحب مدظلہ یافہ اند در ۱۳۱۲ هجری زیب تالیف یافہ مشرف
بشرف اجابت شد و با شارت حضرت امام الاولیاء اهتمام انطباع آں بمکرمی جناب معلی^۱
القاب شیخ مولا بخش صاحب رئیس جانا گردید از انجا کہ فقیر ہم یکے از غلامان خلعت یافہ
دودمان وارثہ است تقریزانہ سطرے چند نکاشت و خاتمه بریں قطعہ ساخت۔ قطعہ

زفیض طبع عبدالاد شاه است	بعالم تذکرہ وارث علی شاه
چو شد مطبوع از دل گشت تاریخ	سوانح حاجی وارث علی شاه
تمت بالغیر	

۱۳۱۲ هجری

تقریر دلپذیر ماہنکته جلی و خفی حافظ حکیم مولوی وزیر الدین احمد صاحب شنپوری امتحانس بفیض
محمد و نصیل

کتابت سوانح عمری ذات با برکات امام الاولیا شیرادی تو حید و تحریر بد سیدی سندی جناب
ست طلب حضرت حاجی سید وارث علی شاه صاحب اوام اللہ فیضه علی روس الاشہاد چقدر
دو شوار دامراهم بود و کشودایں کار جزا اہل دل مشکل در مشکل همانا بار شاد کر ہمت چست بستہ
 بصورت اسلوب و ب قالب مرغوب ہشتے نمونہ از خروارے فرید دہرو حید عصر فخر خاندان
مصطفوی مرتضوی جناب معلی القاب مولانا سید عبدالادشاہ صاحب مد کرمہ پختہ تحریر در آ دروند
جهانے رام رہون منت ساختند جزاک اللہ فخر الجزا - مابنده بیوار اچہ زہرا کہ در داوی نگارش
لب بجناند جزا آنکہ از ته دل بے پاس گزاریش سعادت ابدی بچنگ آردو شعر

گر شود بیشه قلم دریا مدید کے شود مدح قلندر زان پدید
کنوں بضمواۓ الامر فوق الادب قطعہ تاریخ انطباع در خاتمه کتاب رقم کردہ درست
دعائے میکشايد وقت است کہ ناظریناں بآمین گوئی نصیبے برند الہاتنا م عزیز عشق باقیست
خچانہ فیض ناقناہی حضرت سلطان ما آ قائی مامولای مامورث ما وارث ما آ بادرتا زدل معشوق
بادآمین ثم آمین۔

قطعہ

چوشد طبع ایں نسخہ لا جواب ہمہ بافتادند در جتو
کہ تا سال تاریخ گرد دعیاں چنیں گفت ہاتھ بہر چار سو
ز فیض دل فیض آمد برون به بین چشمہ فیض تاریخ او

۱۳۱۲ھجری

تقریر میں نتائج افکار عالیٰ قدر نونہال چمن دلبری و دلداری نقاد

خن عزیزی مولوی علی کرم صاحب صدیقی سلمہ، خلف

دوم جناب حضرت فضیحت شاہ وارثی بازید پوری

اللہ الحمد کتابیکہ دل مانیخواست آمد آخر زپس پرداہ تقدیر پدید

اے پورب اور پچھم کے رہنے والو۔ اے اتر اور دکن کے باشندوں اے معتقد اور مختلف دنیا
کے بینے والو جس بات کو تمہارا دل چاہتا تھا جس کے تم متلاشی تھے جس کے سننے کو تمہارے
کان بہت دنوں سے مشتاق تھے۔ یعنی حضرت امام الاولیاء جناب حضرت حاجی سید وارث
علی شاہ صاحب قدس سرہ الشریف و مظلہ العالی کے متبرک نام سن کے ان کے احوال و
دریافت کرنے کو تم دل ہی دل میں یقین و تاب کھا کر رہ جاتے تھے لو انکو جناب حضرت مؤلف
عم پاک حقیقت آگاہ طریقت دستگاہ معرفت پناہ مولانا حکیم سید عبدالاد شاہ صاحب وارثی
مظلہ العالی متوفی موضع شاہو بگہ کی جانفشاریوں نے تمہارے اضطراب قلب و تعلق دل مٹا
دینے کے لئے سوانح عمری کے پیرایہ میں قلم بند کر دئے۔ گو حضرت مؤلف نے بہت ہی
اختصار سے کام لیا ہے جب بھی انہوں نے ایک عالم پر اپنے احسان کا بوجھ ڈال دیا ہے
اگرچہ ظاہر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ایک مسترشد نے اپنے مرشد کے حالات لکھے ہیں۔
اس میں اوروں کا فائدہ ہی کیا نکل سکتا ہے مگر پھر بھی جو نظر انصاف سے دیکھا جائے تو ضرور
ہر ناظر اس کے مطالعہ سے کم و بیش مستفید ہو نیوالا سمجھا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ سوانح عمری
چاہے بھلے کی ہو یا برے کی پر ہرگز فائدہ سے خالی نہیں و بطور صحیح مفید سمجھی جاتی ہے۔ اس
لئے حضرت مؤلف کا ہم تسلیم سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ان کو اس کی داد دیتے ہیں اور

بے شک وہ قابل داد ہیں ان کی فراہم آوری اور ہر قل کی راستی اور کذب کی حقیقت میں آپ نے جو کچھ خون جگر پیا ہے۔ اس کی داد میرے دل سے کوئی لے اگر اسکی تصانیف اور تالیفات کا سلسلہ ہمارے ملک اور خاص کراس صوبہ بہار میں جاری رہا تو میں امید کرتا ہوں کہ یوم آفیو ماہاری زیوں حالتیں پہلو بدلتے ہوں جائیں گی۔ میں دیکھتا ہوں پہنچ کمشزی میں بہت کم طبیعتیں سوانح عمری لکھنے پر راغب ہیں۔ میرا یہ کلامِ محیک اپنی جگہ پڑھو گا کہ گویا سوانح عمری لکھنے کی خوش بختی اس علاقہ میں پہلے پہل میرے ان ہی حکمر م مؤلف کو ملی میں ان حضرات سے جن کے قلموں میں زور ہے جن کے دماغوں کو خدا نے پاک نے علم کی روشنی سے منور کیا ہے۔ جن کی طبیعتیں استعداد کی اعلیٰ قابلیتوں سے مامور ہیں۔ امید کرتا ہوں اور ان سے میری یہی تمنا ہے کہ ان کا عزیز وقت جو تعلقات سے بچ رہے تو اس کو قوم کی نذر فرمائیں اور سو دمند تصانیف اور تالیفات کی اشاعت سے زمانہ کو اپنا ممنون احسان بنائیں۔ ساتھ ہی اس کے قابل اور بزرگ مؤلف کی گرامی خدمات با برکت میں بھی میری یہ التجا ہے کہ اب وہ چپ نہ بیٹھ رہیں۔ بلکہ آئندہ بھی اسی طرح قوم کو داد دینے اور شکریہ ادا کرنے کا پورا موقع دیا کریں۔ اللہ توفیق رفیق کرے اب اس کے بعد انطباع کی تاریخ دو جملوں میں لکھ کر اس دعا پر ختم کلام کرتا ہوں۔ اللہم بارک لنا و لکل مونین۔

وَصَوْهَدَا

اہاہ سرگذشت امام الاولیا چھپ گئی۔ ۱۸۹۲ عیسوی

مخفی نہ رہے کہ یہ شعر تقریر کی سرخی میں لکھا گیا ہے اس کے آخر مصروع کے عدد میں چوتیس (۳۴) پہلے مصروع سے دل کے لفظ سے بڑھانے جانے سے عیسوی تاریخ نکلتی ہے۔ ہو

هذا

لَهُ الْحَمْدُ كِتَابِكَهُ دَلٌّ مَامِنْوَاسْتَ آخِرَ آمِدَ زَلْسَ پَرْدَهُ تَقْدِيرٍ پَدِير

۱۸ ۶۰

۳۴

۱۸۹۲

تمام شد

سلام نمبر ۱

(الوارث دائم الحی القیوم

عرض سلام بحضور شہنشاہ عالی مقام خسر و اقلیم کونین سلطان تخت گاہ لی مع اللہ فانی
فی اللہ باقی باللہ امام الاولیاء حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ صاحب قدس سرہ۔ از
تصنیف شریف زبدۃ الکاملین سند الواصلین مخدومی حضرت مولانا سید معروف شاہ

صاحب مدنه العالی

مقرب بارگاہ وارثی رئیس قدیم دیوی شریف ضلع بارہ بکھی
 السلام اے منس و غنوار ما السلام اے دلبر و دلدار ما
 السلام اے مردم پشمانِ من خون شدہ ایں دیدہ گریانِ من
 السلام اے یوسف کنعانِ من السلام اے دلبر و جانانِ من
 السلام اے جان ما جانان ما السلام اے دین ما ایمان ما
 السلام اے مظہر انوار حق السلام اے مصدر اسرار حق
 السلام اے وجہ تسکین روئے تو السلام اے روح جانم بوئے تو
 السلام اے معدن صدق و صفا السلام اے مخزنِ حلم و حیا
 السلام اے جانِ من قربان تو ہر دو عالم تابع فرمان تو
 السلام اے چشم پر شرم و حیا سوئے زندگی برو زلف دوتا
 السلام اے منزلِ ماکوئے تو می کشد آں خجیر ابروئے تو
 السلام اے ابر رحمت السلام السلام اے بھر شفقت السلام
 السلام اے قوتِ ادراک ما السلام اے مرہم تریاک ما
 السلام اے درد تو مارا دوا خاکپایت بہر ماخاک شفا
 السلام اے قوتِ بازوئے ما دل شدہ از دست و از قابوئے ما
 السلام اے ماہ تباہ السلام السلام اے شاہ خوبان السلام
 السلام اے وارثِ عالم پناہ السلام اے بیکاں را تکیہ گاہ
 السلام اے چارہ بیچارگاں السلام اے مرہم دل خستگاں

السلام اے نور پشم آرزو خاک در هجرت فشاندم کو بکو
 فرقہ تو کرد عالم را تباہ شد نصیب خادماں روز سیاه
 گشت ویراں خانہ آباد ما رحم کن برناں و فریاد ما
 یاد باد آں حالت دیوان گاں یاد باد آں خدمت دلدادگان
 یاد باد آں مجلس شعر و سخن یاد باد آں مخلف ارباب فن
 یاد باد آں دعوت شیراز ما یاد باد آں غیظ تو آں ناز ما
 یاد باد آں خنده و آں نغمہ یاد باد آں طنطنه یاد باد آں زمزمه
 یاد باد آں شیوه جاناں تو یاد باد آں طرز رنگ و گفتگو
 ما کجاو تو کجا ذکرت کجا اللہ اللہ نسبت شاہ و گدا
 پادشاہ آبروئے ما توئی جان ماہم گفتگوئے ما توئی
 در فلن آتش بملک جان ما زود کن از قید غم مارا رہا
 وارثا بنما جمال خویشن رحم کن برمما بحق پختن
 قصہ معروف غمگیں اے صبا وارثان در حضرت سلطان ما
 کن فنا در ذات خود مارا تمام ختم شد ایں قصہ اکنوں السلام

سلام نمبر 2

السلام اے وارث ہر دوسرا السلام اے مالک شاہ و گدا
 السلام اے عاشق خیر الورا السلام اے رہ رو راہ رضا
 السلام اے مرتضی کے نور عین السلام اے فاطمہ کے دل کے چین
 السلام اے نور حسینی السلام السلام اے قرة لعینی السلام

السلام اے دشمن راہ کیر السلام اے ماہر و روشن ضمیر
 السلام اے رہنمائے گرہاں السلام اے پیشوائے انس و جاں
 السلام اے حادیء جاناں من السلام اے ایمان من
 السلام اے اولیا کے درباں السلام اے اقتیا کے دلکشا
 ہو قبول اے وارثِ عالی مقام حافظِ مضطرب کا یہ ولبر سلام

شجرہ قادریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارجی ربا محمد مصطفیٰ کے واسطے لا فتنی اللہ علیہ مرتضیٰ کے واسطے
 راکب دوش نبی آرام جان فاطمہ حضرت شہیر شاہ کربلا کے واسطے
 قافلہ سالار اہلبیت سلطان رسول نشہ قالوبی کی مے سے میں مخور ہوں
 لن ترانی کی نہ حاجت ہو میرے دیدار میں
 کر ثراب معرفت سے مجھ کو تو مخمور و مست
 سر معنی ہو الحق سے مجھے آگاہ کر
 ہوئے بغداد رشاوت میرا گھر شام و سحر
 شبلی بو بکر عبد الواحد عبد العزیز
 بو الحسن ہنکاری حضرت مبارک بو سعید
 عکله الرزاق و محمد احمد و سید علیہ
 خالق عالم بزودی کر دعا میری قبول

شہیر شاہ مسیح موعود علیہ السلام
 شاہ موسیٰ اور حسن صاحب لوا کے واسطے
 شاہ ابوالعباس پیر رہنمایہ کے واسطے

غوث الاعظم رہبر ہر دوسرا کے واسطے
 بو الفرح طر طوی بدرا الدینی کے واسطے

اوں جنید باغ داور جندا کے واسطے
 شبلی بو بکر عبد الواحد عبد العزیز

بو الحسن ہنکاری حضرت مبارک بو سعید

کلہ الرزاق و محمد احمد و سید علیہ

خالق عالم بزودی کر دعا میری قبول

پیر ماہودے متاع دین میرا دنیا میں سب
 شاہ بہاؤ الدین مرد باصفا کے واسطے^{۲۴}
 حضرت سید محمد ثانی و دیس باجلال^{۲۵}
 اور فرید صاحب علم و حیا کے واسطے^{۲۶}
 دو نو ابراہیم امان اللہ اور شاہ حسین^{۲۷}
 شاہ ہدایت ہادی راہ ہدا کے واسطے^{۲۸}
 حضرت عبدالصمد اور سید عبدالرازاق^{۲۹}
 شاہ شکر اللہ نجات اللہ سے ہو میری نجات^{۳۰}
 سید اسماعیل شاہ باصفا کے واسطے^{۳۱}
 حاجی خادم علی فخر العلا کے واسطے^{۳۲}
 حاجی وارث علی اہل رضا کے واسطے^{۳۳}
 وارثی کر میری اے ستار غفار الذنوب^{۳۴}
 خدا یا رکھ حفاظت تو میری شام و سحر^{۳۵}
 حافظ عبدالکریم پیشووا کے واسطے^{۳۶}

شجرہ در چشتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحيم

اللہی وہ زبند غم رہائی بروئے مادر رحمت کشاوی
 اللہی رحم کن بر حال زارم کہ از جو زمانہ بے قرام
 بتا ریکنی کفرم سخت حیران به افروزی چراغ نور ایمان
 بسان غنچہ دارم در جگر ریش ندارم یا اللہ چارہ خویش
 زدست نفس میداریم فریاد بحق خواجگان چشت وہ داد
 بحق احمد سلطان عالم علیہ رحمت صلوٰۃ و سلم
 بحق حیدر مشکل کشاوی علی مرتفع شیر خدائی
 اللہی حرمت آں خواجه دیس حسن بصری چراغ ماه و تمکیں
 اللہی حرمت فیاض جاوید جانب شیخ عبدالواحد زید
 بحق آنکہ او اہل ریاض است شہ خواجه فضیل ابن عیاض است

بحق خواجه ممتاز عالم جناب شاہ^{۱۷} ابراهیم ادھم
 بحق شع بزم رشد و تلقین سدید الدین خوزفیخ خواجه دیں
 الہی حرمت آں معرفت کیش امین الدین بصری باکس انڈیش
 الہی حرمت چوں بہر جواد جناب فیض بخش خواجه^{۱۸} مشاد
 بحق آنکہ چخش شد سلامی خوشای خواجه ابو^{۱۹} اسحاق شامی
 بحق فخر حود رانی بہشتے الی^{۲۰} احمد بود ابدال بہشتے
 بحق خواجه اقليم سرمد بود ایں بو^{۲۱} محمد ابن احمد
 بحق خواجه فیاض مطلق الی^{۲۲} یوسف کہ بودی ناصر الحق
 بحق گلشن محل بہشتی بود آں خواجه مودود^{۲۳} چشتی
 بحق حرمت آں صاحب وجود کہ آں حاجی شریفی^{۲۴} زندنی بود
 بحق مظہر انوار بیرون بود آں خواجه عثمان^{۲۵} ہارون
 پئے خواجه معین^{۲۶} الدین چشتی کہ او کردہ جہاں رادر بہشتی
 پئے خواجه کہ کاکش یادگار ہست جناب قطب الدین^{۲۷} بختیار است
 الہی حرمت آں معرفت سنج بود خواجه فرید^{۲۸} الدین شکر گنج
 الہی حرمت آں رہ نمائی نظام الدین^{۲۹} احمد اولیائی
 بحق آنکہ جامش عشق چیمود نصیر الدین^{۳۰} چراغ دہلوی بود
 الہی حرمت ہادی مطلق کمال الدین^{۳۱} کامل و اصل حق
 بحق سر در باعزو تمسکیں حبیب^{۳۲} حق سراج الحق والدین
 الہی حرمت محمود^{۳۳} راجن کز و باغ ارم کر دی زگلشن

بحق آنکه نامش هفت روش جمال اللہ معروف است جمن
 الہی حرمت مجموع اخلاق بود شیخ حسن محمود آفاق
 الہی حرمت فیض ہوید شہنشاہ جہاں خواجہ محمد
 بحق ہادی عین ایقینی جناب خواجہ سعیجی مدینی
 الہی حرمت سلطان اطہر کلیم اللہ کہ رحمت اوست مظہر
 بحق پیشوائی جملہ زہاد نظام الدین شہ اورنگ آباد
 الہی رحم کن بر بے کسیم به مولانا نے فخر الدین اعظم
 الہی حرمت آں خود فراموش زجام عشق قطب الدین مدہوش
 الہی حرمت شاہ صفا کیش جمال اللہ حق بیں و حق اندیش
 الہی حرمت آں پیر و مرشد شہ دوراں عباد اللہ عابد
 بحق آنکه طبع حق پسند است خوشنامے کہ نامے او بلند است
 الہی حرمت آں غیب آگاہ جناب ہادی خادم علی شاہ
 طفیل سید محبوب اللہ جناب ہادی وارث علی شاہ
 جمال اوست ہر جا آشکارا اگر گلشن بود در سنگ خارا
 بدست حق نہای وہم عیاں است بدریا در حباب آسارواں است
 نہ گشتی گردب سبر دہانم نمی دا نم چہا گفتے زبانم
 شہ مارونق افزائی جہاں باد بحق احمد بن نون و الصاد
 خداوندا طفیل شاہ لولاک خداوندا طفیل حیدر پاک
 الہی بھر آل پاک احمد بحق چار یاران محمد

بحق خواجهگان پیشست یا رب مرا کن کامراں بر جمله مطلب
و عائے حافظ مخزون و غمگین شود مقبول آمین ثم آمین

حوالوارث

قطعه تاریخ وصال امام الاولیا حضرت سید حافظ حاجی وارث علی شاه صاحب اعلی مقامہ

مصنفہ

واقف رموز خفی و جلی جناب حافظ احمد شاه صاحب

وارث نور اللہ مرقدہ

حاجی وارث علی شاه زمن	سید و سردار کل گردوں جناب
آفتاب فقر و ذین شمع ہدی	شرق و غربی زدنش فیضیاب
خردو اقیم تسلیم و رضا	جلوہ سبطین و شان بو تراب
بے نیاز از ہر دو گیتی ذات او	عاشق و معشوق فرد و لاجواب
رحمت عالم شفیق نیک و بد	برده سبقت رحمت او بر عتاب
چنگی بخشندہ خامان راه	پختہ رادر و م کننده کامیاب
شرح او صافش چه دارم در بیان	آفتاب آمد دلیل آفتاب
صحیح آ دینہ کیم شهر صفر	آل صفائی انداختہ بر رُخ نقاب
غرق ظلمت شد جہاں از هجرت ش	نظم عالم گشت از نقلش خراب
هر طرف شوریست غو غادر جہاں	خطق راشد روز چوں روز حساب
لرزه آمد بر جرخ و انسان بزر میں	ہر کے از ورد و غم در اضطراب
اندریں حیرت او کرد وصال	پس جد اشد آفتاب اندر حباب

۱۳۲۳ھجری

حوالی از صفحہ نمبر 75 تا 76

- ۱) ۱۲۔ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ میں وصال ہوا مزار اقدس در مدینہ شریف۔
- ۲) ۲۰ یا ۲۱ رمضان ۱۴۰۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک در نجف اشرف۔
- ۳) محرم ۱۴۰۹ھ میں شہادت پائی مزار پاک در کربلا معلماً۔
- ۴) محرم ۱۴۱۰ھ میں زہر سے شہید ہوئے۔ مزار در جنت البقیع۔
- ۵) ۱۰ ذی الحجه ۱۴۱۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک در جنت البقیع۔
- ۶) ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار در جنت البقیع۔
- ۷) ۵ ربیع سوم ۱۴۱۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار بغداد شریف۔
- ۸) ۲۱ رمضان ۱۴۱۴ھ میں رہر سے شہید ہوئے۔ مزار در خراسان۔
- ۹) ۲ محرم ۱۴۱۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار در بغداد شریف۔
- ۱۰) ۲۳ یا ۲۴ رمضان ۱۴۱۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار بغداد شریف۔
- ۱۱) ۲۷ ربیع سوم ۱۴۱۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار بغداد شریف۔
- ۱۲) ۲۷ روزی الحجه ۱۴۱۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار بغداد شریف۔
- ۱۳) ۳ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار در مقبرہ امام حنبل۔
- ۱۴) کیم محرم ۱۴۲۰ھ میں وصال ہوا۔
- ۱۵) ۷ ارم ۱۴۲۱ھ میں وصال ہوا۔
- ۱۶) کیم محرم ۱۴۲۲ھ میں وصال ہوا۔

- ۱۷) ۷ اربيع الاول ۵۸۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار دربغداد شریف۔
- ۱۸) ۱۶ ارشوال ۶۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار دربغداد شریف۔
- ۱۹) ۷ ارزی یقعدہ ۶۰۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار جیلان۔
- ۲۰) ۲۵ رذی الحجہ ۷۲۹ھ میں وصال ہوا۔
- ۲۱) ۱۵ صفر ۷۳۰ھ میں وصال ہوا۔
- ۲۲) ۳ رشوال ۸۲۳ھ میں وصال ہوا۔
- ۲۳) ۳۰ رشعبان ۷۲۷ھ میں وصال۔ مزار دربغداد شریف۔
- ۲۴) ۷ ارجب ۷۸۵ھ میں وصال ہوا۔ ۱۲۔
- ۲۵) ۳ مربيع الاول ۸۰۲ھ میں وصال ہوا۔
- ۲۶) ۲۰ رجب ۸۲۵ھ میں وصال ہوا۔
- ۲۷) ۷ رشعبان ۸۸۹ھ میں وصال ہوا۔
- ۲۸) ۱۶ رمضان ۸۹۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار دربھکر۔
- ۲۹) ۱۳ ارجب ۹۰۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار درملستان۔
- ۳۰) ۲۳ رذی الحجہ ۹۱۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار دربھکر۔
- ۳۱) ۲ محرم ۹۱۹ھ میں وصال ہوا۔
- ۳۲) ۷ محرم یا ۷ صفر ۹۲۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار درملستان۔
- ۳۳) ۶ رجمادی الثاني ۹۳۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار شہر سماج۔
- ۳۴) ۵ رجمادی الاول ۹۳۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار احمد آباد گجرات۔
- ۳۵) ۵ رشوال ۱۱۲۵ھ میں وصال ہوا مزار اقدس ضلع بارہ بنکی۔

- ۳۶) ۸ رز یقعدہ ۱۸۸ھ میں وصال ہوا۔ موضع سند ولی ضلع بارہ بنکی۔
- ۳۷) ۵ ربیعان ۱۲۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار کری ضلع بارہ بنکی۔
- ۳۸) ۱۳ یا ۱۴ صفر ۱۲۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار لکھنؤ۔
- ۳۹) سیدنا خادم علی شاہ ۱۳ صفر ۱۲۵ھ میں وصال ہوا مزار لکھنؤ محلہ گولہ گنخ۔

ٹہرہ چھتیں

- ۱) ۱۲ مریع الاول ۱۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار القدس در مدینہ شریف ۱۲ منٹ۔
- ۲) ۲۰ یا ۲۱ رمضان ۲۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک درنجف اشرف
- ۳) گیم رجب ۱۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار در بصرہ
- ۴) ۲۷ صفر ۷ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ۔
- ۵) ۳ مریع الاول ۱۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار در مکہ شریف
- ۶) ۲۶ جمادی الاول ۲۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار در شام
- ۷) ۲ یا ۳ رشوال ۲۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار در بصرہ
- ۸) ۵ یا ۷ شوال سے میں وصال ہوا۔ مزار در بصرہ
- ۹) ۳ یا ۴ ربمہ ۲۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار در شام
- ۱۰) ۱۲ مریع الاول یا ۱۳ مریع الثانی ۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار در شام
- ۱۱) گیم جمادی الثانی ۳۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار در شام
- ۱۲) گیم رجب ۳۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار در چشت
- ۱۳) ۳ مرجب ۳۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار در چشت
- ۱۴) گیم رجب ۵ یا ۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار در چشت
- ۱۵) ۱۳ مریع الاول ۱۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار در دہلی
- ۱۶) ۱۳ مریع الاول ۲۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار در مہروی
- ۱۷) ۶ مرجب کو وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف
- ۱۸) ۱۳ مریع الاول ۲۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار در مہروی

- ۱۹) ۵ محرم ۲۶۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار در پاک پتن
- ۲۰) ۱۳ یا ۱۸ اربیع الثانی ۲۵۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار دہلی
- ۲۱) ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار در چاراغ دہلی
- ۲۲) ۷ ربیع قعده میں وصال ہوا مزار در چاراغ دہلی
- ۲۳) ۲۱ رب جمادی الاول ۲۲۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار رپاک پتن
- ۲۴) ۲۶ رب صفر میں وصال ہوا۔
- ۲۵) ۲۲ رب صفر کو وصال ہوا۔ مزار در پاک پتن
- ۲۶) ۲ رب ذی الحجه کو وصال ہوا۔ مزار در احمد آباد گجرات
- ۲۷) ۲۸ رب ذی قعده ۱۰۸ھ میں وصال ہوا۔
- ۲۸) ۲۹ رب بیت الحرام ۱۰۳۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار در احمد آباد گجرات
- ۲۹) ۲۷ رب صفر ۱۱۲۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار مدینہ پاک۔
- ۳۰) ۲۳ رب بیت الحرام ۱۱۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار دہلی
- ۳۱) ۱۲ رب ذی قعده ۱۱۳۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار در اورنگ آباد
- ۳۲) ۲۷ رب جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار در مہروی
- ۳۳) ۵ رب جمادی الثانی کو وصال ہوا۔ مزار در مدینہ شریف
- ۳۴) ۱۳ رب بیت الحرام کو وصال ہوا۔
- ۳۵) ۷ رب جمادی الثانی کو وصال ہوا۔
- ۳۶) ۱۲ محرم کو وصال ہوا۔
- ۳۷) سیدنا خادم علی شاہ ۱۳ رب صفر ۱۲۵۳ھ میں وصال ہوا۔
- ۱) سیدناوارث علی شاہ کیم صفر ۱۳۲۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک دیوبئی شریف ۱۲ منہ۔